ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۱ | قیمت پندرہ روپے | نومبر ۲۰۰۰ء

هست چون خور در جهان او نوربخش
زان سبب گشته است نامش نوربخش



مسجدِ میقات جہاں حج و عمرہ کے لیے احرام باندھا جاتا ہے۔

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امباڑی ڈیرہ دون کے ساتھ





مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون ہندوستان میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ محمد اللہ مخلص دینی بھائیوں اور کارکنوں کے جہد مسلسل اور جذبہ ایمانی سے سرشار اہل صوفیہ نوربخشیہ کے جانی ومالی تعاون کی بدولت امباڑی ضلع ڈیرہ دون میں ۲۱ مارچ ۱۹۹۹ء سے درس وتدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس مدرسہ میں ۱۰۰ سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں علاقہ لداخ اور [illegible] سے تعلق رکھنے والے ۲۵ اقامتی طلباء بھی شامل ہیں۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی تعلیم وتربیت، خوراک، پوشاک اور رہائش کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی شایان شان عمارت کی تعمیر کا کام بھی زور شور سے جاری ہے۔ لہذا تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے خواہ وہ [illegible] میں مقیم ہوں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے صدقات، فطرہ وزکوٰۃ و چندہ جات سے تعاون فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں تاکہ [illegible] درسگاہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ [illegible]

تعاون کے طالب

۱۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن امباڑی ڈیرہ دون

۲۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیئر آرگنائزیشن پرتاپ پور [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۱ قیمت پندرہ روپے نومبر ۲۰۰۰ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم ' مدیر: علامہ محمد بشیر ' آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر 17738 UBL سکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

فہرست مضامین

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ ص

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

والسنة ان يقرأ بعد تكبيرة الاحرام دعاء الاستفتاح و هو للاقوياء بهذه الصيغة انى وجهت وجهى للذى فطر السموٰت والارض حنيفاً ....قبل الاحرام جاز

ترجمہ :

تکبیر احرام کے بعد دعائے استفتاح پڑھنا سنت ہے جو قوی حضرات کے لیے ان الفاظ میں پڑھنا مناسب ہے۔ میں نے مائل بہ حق ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک پسندوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میرا مرنا تمام جہانوں کے پالنہار اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے تو صرف اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

دعائے استفتاح کمزور حضرات کے لیے ان الفاظ میں مناسب ہے۔

سبحانک اللّٰھم و بحمدک الخ

"پرودگار تو پاک ہے، ہم تیری حمد جالاتے ہیں، تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بالاتر ہے اور تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ ان الفاظ میں تعوذ پڑھنا مسنون ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم میں ملعون شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا رمانگتی ہوں۔ ہمیشہ کے لیے دعائے استفتاح اور تعوذ چپکے چپکے ہی جالانا ضروری ہے۔ پھر قراءت کا آغاز کرے۔ دعائے استفتاح اور تعوذ پڑھنے کا مقام تکبیر احرام اور قراءت کا درمیانی وقفہ تحقیقاً ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کر کے دکھایا۔

اگر دعائے استفتاح اور تعوذ کو احرامِ نماز (نیت) سے پہلے ہی پڑھ بیٹھے تو جائز ہے۔"

وضاحت :

قراءت کے بارے میں بعض ضروری احکام گزر گئے۔ مذکورہ بالا عبارتوں میں قراءت کے بارے میں بعض مسنون احکام کا تذکرہ آیا ہے اور ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ا۔ دعائے استفتاح کی صورتیں۔

۲۔ تعوذ کی صورت۔

۳۔ محل کی تعیین۔

تفصیلِ وضاحت :

ا۔ نماز گزار کی معنوی حیثیت کو دیکھتے ہوئے از روئے شریعتِ محمدؐیہ دعائے استفتاح کی دو صورتیں مذکور ہوئی ہیں۔

ا۔ پہلی صورت وہ دعائے استفتاح ہے جو معنوی قوت کے حامل نماز گزاروں کی حالت کے زیادہ مناسب ہے۔ معنوی قوت کے حامل نماز گزار وہ ہے جس کو نماز کے آغاز سے لے کر اختتام تک حضورِ قلب کی کیفیت حاصل رہتی ہے۔ چنانچہ نماز کی اصطلاح میں وہ قوی لوگ گنے جاتے ہیں۔ دعا یوں ہے۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً وّ ما انا من المشرکین O قل انّ صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العلمین لا شریک لہ O و بذلک امرت وان اوّل المسلمین O

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

ب۔ دوسری صورت وہ دعائے استفتاح ہے جو معنوی ضعف کے حامل نماز گزاروں کی حالت کے زیادہ مناسب ہے۔

معنوی ضعف کا حامل نماز گزار وہ ہے جس کو نماز کی بجا آوری کے دوران حضورِ قلب کی کیفیت حاصل نہیں رہتی ہے بلکہ وہ مختلف قسم کے خیالات میں بھی گم رہتا ہے۔ چنانچہ نماز کی اصطلاح میں وہ ضعیف لوگوں میں گنا جاتا ہے۔ دعا یوں ہے۔

سبحانک اللّٰھمّ و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولآ الہ غیرک

ترجمہ گزر چکا ہے۔

ہر نماز گزار کو اپنی معنوی حیثیت کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی نماز گزار قوی لوگوں میں گنے جانے کا حق دار ہو وہ دعائے استفتاح کی پہلی صورت کو اختیار کرے یعنی انی وجھت الخ

اگر کوئی نماز گزار ضعیف لوگوں میں گنے جانے کا حق دار ہو تو وہ دعائے استفتاح کی دوسری صورت کو اختیار کرے یعنی سبحانک اللّٰھمّ الخ

اپنی حیثیت کا تعین ہر ایک نماز گزار کے لیے نہایت آسان ہے کیونکہ اس کا ذکر بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۔ دعائے استفتاح پڑھ چکنے کے بعد آغازِ قراءت سے پہلے پہلے نماز گزار ان الفاظ میں تعوذ پڑھے۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم O

ترجمہ گزر چکا ہے۔

تعوذ کی یہی ایک صورت مذکور ہوئی ہے۔ بالفرض اگر کوئی نماز گزار تعوذ کے مذکورہ الفاظ اپنی زبان پر جاری نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں تعوذ کے مذکورہ الفاظ کے ہم معنی دیگر الفاظ کا جاری کرنا بھی روا ٹھہرے گا۔ تاہم اہلِ اسلام میں ایسا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے کیونکہ مذکورہ الفاظ کا تلفظ نہایت آسان ہے۔

۳۔ محل کی تعمیم کا مطلب یہ ہے کہ دعائے استفتاح اور تعوذ پڑھنے کے لیے تکبیر احرام اور قراءت کا درمیانی وقفہ مخصوص نہیں ہے۔ اگر نماز گزار چاہے تو یہ دونوں نماز کی نیت سے بھی پہلے پڑھ سکتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں قراءت کے مسنون حکم ہونے کے ساتھ ساتھ نماز کے مقدمات بھی ہیں۔ اسی لیے تو احرام نماز سے قبل بھی ان کا پڑھنا شرعاً روا رکھا گیا ہے۔

(جاری ہے)

اعلان

شہروں میں مقیم اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کو درپیش رشتوں کا مسئلہ حل کرنے کے لیے نوائے صوفیہ سوشل سروس ونگ نے فی سبیل اللہ خدمات سرانجام دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کے مطابق عنقریب اسلام آباد جنرل پوسٹ آفس میں خصوصی پوسٹ بکس حاصل کیا جائے گا تاکہ تمام معاملات کو صیغۂ راز میں رکھا جاسکے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں مثبت تجاویز سے ادارہ کو آگاہ کریں۔

احمد سلیم انچارج نوائے صوفیہ سوشل سروس ونگ

اصولِ فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

صوفیہ نور بخشیہ کے فقہی ماخذ

شیخ محمد محسن اشراقی

کشف و شہود :

کشف و شہود عارف سالک کو عالم غیب سے ربط قائم ہونے کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اسرار غیبی سے مطلع کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم کے بارے میں ارشاد ہوا۔

وکذالک یری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (الانعام ۷۶)

"اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کے عجائبات دکھائے تاکہ اس کو یقین آجائے۔"

جب غیب سے آگاہی ایک امر ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جسے چاہے حقائق و اسرار الٰہی سے مطلع فرما سکتا ہے چاہے وہ نبی ہو، رسول ہو، ائمہ اطہار میں سے ہو یا اولیاء کرام اور علمائے ربانیین میں سے ہو۔

صاحبِ کشف و شہود اس ذریعے سے معارف حقیقی اور احکام دین تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ کاشف اپنی منزل کشف پر پہنچ کر اللھم ارنا الاشیاء کماھی کا مالک بن جاتا ہے اور آیات قرآنی کی تفاسیر میں اختلاف رائے ہونے کی صورت میں عارف کاشف اپنے مقامِ کشفی سے استمداد کرتے ہوئے حکم واقعی اور آیت کی صحیح تفسیر تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ کاشف تناقضات روائی اور تضاد روائی کو منزل کشف پر پہنچ کر صحیح اور ضعیف روایت میں تمیز کر سکے اور حقیقت امر کو پا سکے۔ البتہ یہ راہ انبیاء الٰہی، ائمہ اطہار اور اولیائے کرام کے علاوہ امت اسلامی کے دیگر اکابرین کے لئے عام نہیں ہے۔ بلکہ یہ خاصان خدا کے ساتھ مخصوص ہے اور وہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

لیکن باقی چار منبع و ماخذ عام ہیں اور تمام علماء و دانشمندان اسلامی ان منابع اور طرق سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اگرچہ امت مرحومہ کے اولیائے کرام کشف و شہود کے ذریعے قرآن و سنت کے صحیح اور حقیقی معارف تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ اولیائے کرام اپنے کشف و شہود کے ذریعے غیر از احکامات و معارف قرآنی کسی حقیقت کا ادراک و اظہار کر سکیں، کیونکہ جو بھی حکم یا قانون قرآن اور سنت صحیحہ کے خلاف ہو وہ دینِ اسلام کے معارف سے خارج اور باطل ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران ۸۵)

"جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہرگز قبول نہیں فرماتا ہے۔"

اولیائے کرام نے اپنے بہت سے فرامین کا کشف و شہود یعنی الہاماتِ الٰہی سے استناد فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ نے فقہ احوط کے شروع میں جو عبارت بیان فرمائی ہے۔

ان الله امرنی ان ارفع الاختلاف من بین هذه الامة

اس میں امرنی سے مراد امر الہامی ہے نہ کہ وحی جلی جو کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

علامہ محمد بشیر اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"گمان کیا جاتا ہے کہ سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخش موسوی علیہ الرحمہ نے ان الله امرنی کہہ کر ایسی بات کی ہے جو سزاوار نبوت ہے۔ ازالہ اس وہم کا یہ ہے کہ یہاں امر سے مراد وحیاً نہیں ہے بلکہ امر الہاماً ہے۔ امر بالالہام نبوت ہی کا خاصہ نہیں ہے بلکہ اولیاء کرام کو بھی ہوتا ہے۔" (۱)

پس ہمارے بزرگان دین کے فرامین کے مطابق الہام و کشف و شہود کا مقام اولیاء اللہ کے لیے بھی ثابت ہے اور اولیائے کرام راہ الہام کے ذریعے جو کہ سب راہوں سے زیادہ یقین آور ہے معارفِ حقیقی تک دست رس پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لیے جب سید محمد نوربخشؒ نے فرمایا:

ان الله امرنی ان ارفع الاختلاف من بین هذه الامة اولاً فی الفروع و ابین الشریعة المحمدیة کما کانت فی زمانه من غیر زیادة و نقصان و ثانیاً فی الاصول من بین الامم و کافة اهل العالم (۲)

تو حضرت شاہ سید علیہ الرحمہ نے امر الٰہی کے ذریعے کسی نئے دین کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ آپ نے شریعتِ محمدیہؐ کے حقیقی احکامات اور تعلیمات کو کما کانت فی زمانہ من غیر زیادة و نقصان بیان فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے فقہ احوط میں متعدد مقامات پر کشف و شہود کے ذریعے احکام صادر فرمائے ہیں۔

۱۔ چنانچہ آپ باب الطہارۃ میں نواقض وضوء کے بیان میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

لان السکر اذا حصل من المسکرات الباطنة کالشوق الیٰ لقاء الله و حجة یزید طهارة الظاهرة بطهارة الباطن ولکن هذا السکر یختص باولیاء الله ولا یمیزه عقل اهل الظاهر فلذلک لا یجوز الامر بالمعروف والنهی عن المنکر للاراذل علی الافاضل (۳)

"کیونکہ اگر نشہ باطنی نشہ آور چیزوں سے حاصل ہو مثلاً دیدار الٰہی کا شوق اور محبت الٰہیہ تو یہ چیز باطن کی پاکی کی بدولت ظاہر کی پاکی میں اضافہ کر دیتی ہے۔ مگر یہ خدا کے ولیوں کے ساتھ خاص ہے اور اہل ظاہر کی عقل اس نشہ کی تمیز نہیں کر سکتی ہے۔ اسی وجہ سے ادنیٰ لوگوں کے لیے اعلیٰ لوگوں کے حق میں نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا جائز نہیں ہے۔"

وجہِ استدلال:

یہاں حضرت شاہ سیدؒ نے فرمایا لا یمیز عقل اهل الظاهر کیونکہ اولیاء اللہ کشف و شہود کے ذریعے اشخاص کے باطن کا بھی کھوج لگا سکتے ہیں اور تمیز کر سکتے ہیں کہ یہ سکر ظاہری ہے یا باطنی اور یوں اپنے کشف کے مطابق حکم صادر فرماتے ہیں۔

۲۔ حضرت شاہ سید علیہ الرحمہ نے اجرت پر نماز پڑھوانا اور کسی میت کی فوت شدہ نماز یا حج و روزہ وغیرہ بھی اجرت پر کروانا صحیح اور جائز قرار دیتے ہیں اور اس فتویٰ کی دلیل آپ اخبار نبوی کو قرار دینے کے علاوہ کشف اولیاء اللہ کو بھی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فقہ الاحوط میں فرماتے ہیں۔

وکل عبادة یعطیها الاجیر بنیته و یاخذه الاجرة لتلک العبادة [illegible] منه و یصل ثوابها الیه کما ورد

فی الاخبار النبویة و کما یشاهدها المکاشفون من اولیاء اللہ الذین یرون الخیرات و الصدقات و ثواب العبادات التی وقعت کیف تصول الیٰ ارواح الاموات (٤)

"جو بھی عبادات اجیر میت کی نیت سے بجالائے گا اور اس عبادت کی اجرت وصول کرے گا تو وہ عبادت خود اسی کی طرف سے وقوع پذیر ہوگی اور عبادتوں کا ثواب میت کو پہنچے گا جیسا کہ احادیثِ نبوی میں وارد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان اہلِ کشف اولیائے کرام کے مشاہدے سے بھی ثابت ہے جو صدقات، خیرات اور وقوع پذیر ہونے والی عبادتوں کے ثواب کو دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کیسے اموات کی روحوں کو پہنچتے ہیں۔"

وجہ استدلال:

عبارت کما یشاهدها المکاشفون من اولیاء اللہ الذین یرون الخیرات و الصدقات و ثواب العبادات التی وقت کیف تصل الی ارواح الاموات میں شاہ سیدؒ فرماتے ہیں کہ اجرت پر نماز وغیرہ میت کی جانب سے پڑھوانا جائز ہے کیونکہ ان اجرت پر پڑھی گئی نمازوں اور صدقات وغیرہ کے ثواب کو اولیاء کرام دیکھ لیتے ہیں کہ ان عملیات کا ثواب اموات کی ارواح کو پہنچ جاتا ہے۔ آپ اولیاء کرام کے اس کشف کو موید اخبارِ نبویؐ اور دلیل قرار دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ کشف و شہود بھی یکی از طرق انفاذِ احکامِ شرع مبین ہیں۔

درحقیقت اجماع و عقل و کشف والہام قرآن مجید اور سنتِ صحیحہ کی جانب ہماری رہنمائی کرتے ہیں لہذا ان تینوں کو نصوص صریحہ قرآنی اور سنت صحیحہ و متواترہ کے خلاف نہیں ہونا چاہیے۔

عالمِ ربانی کی طرف رجوع کا مسئلہ :

چونکہ فقہ الاحوط اور اصولِ اعتقادیہ کے جملہ مسائل حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے دعویٰ کے مطابق شریعتِ محمدیؐ کے عین مطابق ہیں اس لیے ہم اصولاً اور فروعاً آپ کے فرامین کی روشنی میں دینِ مبینِ اسلام پر عمل پیرا ہیں۔ تاہم مذکورہ کتابوں میں مندرج تمام مسائل اصولی و فروعی کی شرح و تفصیل قرآن مجید اور احادیثِ شریفہ میں پائی جاتی ہے۔

فروعی مسائل کے حوالے سے الفقہ الاحوط میں جن مسائل کا حل صراحۃً موجود ہو وہاں عوام و خواص دونوں کے لیے کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے اور یوں سب بدون کسی توجیہ و تاویل کے ان پر عمل کر سکتے ہیں۔ خواص کا خصوصی فریضہ ہے کہ وہ عوام کو تاویل و توجیہ کے بغیر ان مسائل تک ہو بہو پہنچا دیں۔

بعض مسائل مستحدثہ کے بارے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی صورت میں بعض ایسے مسائل پیش آتے ہیں کہ جن کے بارے میں فقہ احوط میں کلیات یا اشارات موجود ہیں ان مسائل کے بارے میں علمائے کرام مزید شرح و تفسیر کر کے جزئیات کا حکم ان کلیات سے اخذ کریں گے۔ جیسا کہ بینکاری کا نظام کہ اس سے متعلق مسائل کو فقہ احوط کے احکام ربا و باب القراض و باب الشرکۃ وغیرہ کی روشنی میں حل کر کے ایک مکمل ضابطہ یا قانون شرعی عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام فقیہ علمائے کرام کی ذمہ داری میں شامل ہے اور اگر علمائے کرام یہاں وقت کے ساتھ شرعی حکم بیان نہ کریں تو عوام اپنی مرضی سے عمل کرتے چلے جائیں گے اور نتیجہ کسب

حرام میں مبتلا ہونے کی خطرناک صورت میں برآمد ہوسکتا ہے۔

دوسری صورت میں بعض مسائل مستحدثہ یا غیر مستحدثہ ایسے بھی ہوسکتے ہیں جن کے بارے میں فقہ احوط میں کسی قسم کا اشارہ یا کلیہ نہ ملتا ہو۔

ایسی صورت میں نیز صورت اول میں بھی جہاں فقہ احوط میں اشارات یا کلیات موجود ہوں اگر عالم ربانی تک رسائی حاصل ہو جائے تو تمام مسائل کے حل کے لئے اسی عالم ربانی سے رجوع کیا جائے گا۔

حضرت شاہ سید علیہ الرحمہ نے کتاب الوقوف و الصدقات میں عالم ربانی کی نشانیاں یوں بیان فرمائی ہیں۔

ولو وقف على العلماء انصرف الى العلماء الربانيين الذين علامتهم الخشية من الله والطهارة والعبادة والاشغال بالعلوم والانقطاع عن صحبة الظلمة والفجرة (٥)

"اگر کوئی شخص علماء کے لئے وقف کرے تو وہ وقف ان علماء ربانیین کی طرف پھرے گا جن کی مخصوص نشانیاں یہ ہیں۔

۱۔ خدا سے ڈرنا۔

۲۔ پاک رہنا۔

۳۔ عبادت کرنا۔

۴۔ علمی سرگرمیوں میں مشغول رہنا۔

۵۔ ظالموں اور بدکاروں کی صحبت سے کٹ کے رہنا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب میں ان مسائل کے بیان میں جو اختلافی ہوں یا جن کی حقیقت کا آپ کو علم نہ ہو عالم ربانی کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ شاہ سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وان لا يجترى فيما لا يجتمع عليه الامة الاسلامية و فيما لا يعرف حقيقة باليقين بل يرجع في تحقيقه الى عالم رباني عامل صمداني تحقق بالاخلاق الحميدة مستبرء عن الاخلاق الذميمة لا جاهل نفساني عاطل غضباني متقيد بتقيد التشرية متعصب بتقليد الرسمية (٦)

"(امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے کے لئے چاہیے کہ) وہ کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں لب کشائی کرنے کی کوشش نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں رائے زنی کی جسارت کرے جس کی حقیقت وہ یقینی طور پر نہ جانتا ہو بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اس معاملے کی تحقیق کے سلسلے میں کسی ایسی شخصیت کی جانب رجوع کرے جو عالم ربانی ہو، بے لوث عمل کرنے والا ہو، اخلاق حمیدہ کا مالک ہو اور اخلاق ذمیمہ سے بری ہو۔ وہ شخصیت ایسی نہ ہو جو نفسی رجحان کا شکار جاہل ہو، کام چور غضبانی ہو، ظاہری احوال کی قید میں بند ہو اور رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے وہ عصبیت کا شکار ہو۔"

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مقرر کردہ ان خصوصیات کا حامل عالم ربانی اگر ہمیں مل جائے تو یقینی بات ہے کہ ہم مسائل شرعی میں اسی کی طرف رجوع کریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ان تمام شرائط کا حامل عالم ربانی نہ مل سکے تو ہمارا فریضہ یا ذمہ داری کیا ہونی چاہیے؟

منطقی طور پر ایسی صورت میں عوام الناس کے لیے تین راستے رہ جاتے ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر فقہ احوط میں کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی اشارہ، کنایہ یا ضابطہ کلیہ نہ ہو تو عوام اس خاص مسئلہ کے مکلف ہی نہ رہیں۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے مسئلے میں مکلف ذاتی رائے قائم کرے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی ایسے عالم دین کی طرف رجوع کیا جائے جس میں عالم ربانی کی خصوصیات میں سے بعض خصوصیات اور شرائط موجود ہوں۔

جواب واضح ہے کہ نہ تو آپ بلا تکلیف رہ سکتے ہیں کیونکہ آپ حیوان تو ہیں نہیں اور ہر مسلمان کے لئے دین اسلام میں در پیش مسائل کا حل موجود ہے۔ نہ ہی کوئی عامی اپنی مرضی سے کوئی حکم ایجاد کر کے اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے کیونکہ یہ بدعت اور گمراہی کا باعث ہوگا۔ پس ایک ہی صورت باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ آپ موجودہ علمائے کرام میں سے ان علماء کی طرف رجوع کریں جن میں عالم ربانی کی بعض شرائط پائی جاتی ہیں۔ البتہ یہ علمائے کرام بھی اپنی مرضی سے کوئی حکم جاری نہیں کر سکتے بلکہ صرف قرآن اور سنت کے مطابق ہی ایسا کر سکتے ہیں۔

عملی طور پر صوفیہ نوربخشیہ میں عوام الناس علماء کرام کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ علامہ محمد بشیر صاحب ماہنامہ نوائے صوفیہ میں "آپ کے مسائل اور ان کے حل" کے عنوان کے تحت لوگوں کی طرف سے کئے جانے مسائل مستحدثہ و غیر مستحدثہ دونوں کے سلسلے میں فتاویٰ جاری کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو تطبیق جزئیات بر کلیات پر مبنی ہیں اور بعض مسائل کی ذیل میں ان کی نظر مبارک میں فقہ احوط میں نص یا اشارہ نہ ہونے کی وجہ سے پورے عالم اسلام کے متفقہ منبع احکام شرع یعنی قرآن مجید سے استنباط کیا ہے۔

چنانچہ آپ نے اہل کتاب کے ذبیحہ کو اگر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے کی صورت میں حلال کرنے کا حکم قرآن مجید کی اس آیت سے استنباط کیا ہے۔

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لھم (مائدہ ۵)(۷)

اسی طرح نوائے صوفیہ کے ایک اور شمارہ میں علامہ موصوف نے آج کل گاڑیوں کے ذریعے ہونے والے تصادفات کے مسئلہ کو فقہ الاحوط کے باب 'السبق الرمایۃ' کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ کام نوربخشی دنیا میں کوئی انوکھا تجربہ نہیں ہے بلکہ امت اسلامی کے تمام فرقوں میں عوام الناس احکامات شرعی کی تشریح اور حل مشکلات میں علمائے کرام ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ ارشاد خداوندی یہی ہے کہ بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرہ ولو القیٰ معاذیرہ (قیامۃ ۱۴،۱۵) اور احادیث نبویؐ میں بھی العلماء ورثۃ الانبیاء اور العلماء امناء الرسل کا اعلان ہو چکا ہے۔

چونکہ انبیاء علیھم السلام کی ذمہ داری کتاب اور حکمت کی تعلیم نیز امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اس لیے علمائے کرام کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے اس عظیم فریضے کو صدق دل سے انجام دیتے رہیں۔ اور اختلاف برائے اختلاف سے پرہیز کرتے ہوئے امت اسلامی کو انما المؤمنون اخوۃ کی منزل تک پہنچائیں۔

حواشی وماخذ :

(۱) مقدمہ فقہ احوط (ص ۶)

(۲) الفقہ الاحوط متن (ص ۱)

(۳) الفقہ الاحوط (ص ۱۲)

(۴) الفقہ الاحوط باب الاجارۃ (ص ۲۶۵)

(۵) الفقہ الاحوط (ص ۵۷)

(۶) الفقہ الاحوط باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر (۲۲۹)

(۷) نوائے صوفیہ شمارہ ۲۹

تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

اصحابِ صفہؓ (یکی از خطباتِ بُلبُلِ تصوف)

م۔ش کورزوی

مولانا علامہ مجلسی مشہور و معروف علمائے اہلِ تشیع میں سے ہیں اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ اپنی تصنیف 'بحار الانوار' کے دیباچے میں انہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سرہ ان یجلس مع اللہ فالیجلس مع اھل التصوف

"اگر تم میں سے کوئی خدا کا ہمنشین بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ اہلِ تصوف کے ساتھ نشست وبرخاست رکھے۔"

اس امر کے ثبوت میں حدیثِ قدسی میں خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں۔انا یجلس من ذکرنی "میں ان کے ساتھ رہتا ہوں جو میرا ذکر کریں"۔

اسی حدیث رسولؐ اور حدیثِ قدسی کے مطابق مولانا رومؒ نے بھی فرمایا ہے۔

ھر کہ خواھد ھم نشینی با خدا
او نشین اندر حضورِ اولیاء

تم میں سے کوئی اگر خدا کے ساتھ رہنا چاہے تو اسے چاہیے کہ خدا کے دوستوں کے ساتھ رہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔

راغبوا فی الادعیاء مع اھل تصوف والجوع و العطش فان اللہ ینظر الیھم و یسرع فی اجابتھم

"تم دعا کے وقت اہلِ تصوف کے ساتھ شاملِ دعا ہوا کرو جو بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں اور بے شک خدا ان کی طرف نظر کرم فرماتے ہیں اور ان کی دعا قبول فرماتے ہیں۔"

یہاں میں ایک واقعہ آپ لوگوں کے گوش گزار کروں گا۔

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک بار قحط سالی ہوئی۔ بارش نہ ہوئی سبزہ نہ اگا اور موسیٰؑ بنو اسرائیل کو لے کر ایک میدان میں پہنچے اور توبہ و تقصیر کر کے نمازِ استسقاء ادا کی اور آہ و زاری اور فریاد کی مگر ایک قطرہ بارش کا نہ برسا۔ آخر حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر جا کر خداتعالیٰ سے مناجات کی اور پوچھا کہ اے خدا آخر کیا سبب ہے کہ بارانِ رحمت کا نزول نہیں ہوتا؟ خداتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ تم بے شک جتنی نمازیں پڑھو، فریاد اور التجا کرو مگر بارش نہیں ہوگی۔ ہاں اگر تم بارش چاہتے ہو تو فلاں جگہ میرا ایک دوست موجود ہے اس سے جا کر دعا کرواؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے قریہ قریہ خدا کے اس دوست کی تلاش کی اور بالآخر ایسا شخص ملا جس کے پس نہ مال تھا، نہ دولت تھی، نہ صورت تھی اور نہ شہرت تھی۔ بلکہ وہ مجھ ایسے بدصورت شخص سے بھی زیادہ کالا اور بدہیئت تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے تعارف اور دعا و سلام کے بعد اپنے آنے کا مدعا بیان کیا اور کہا کہ اے بندۂ خدا خدا کا فرمان ہے کہ اگر تم دعا کرو تو بارانِ رحمت کا نزول ہوگا۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ اے موسیٰؑ آپ اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ تورات جیسی کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے اگر آپ کی دعا سے بارش نہ ہوئی تو میری دعا سے بھلا کیا ہوگی؟

حضرت موسیٰؑ نے اپنا مدعا دہراتے ہوئے فرمایا کہ اے شخص تم اگر دعا کرو تو اس کی قبولیت کی خوشخبری خود خدا دے چکا ہے۔ اس پر وہ شخص حضرت موسیٰؑ کو لے کر بیچ میدان کے گیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے یوں مناجات کرنے لگا کہ اے خدا تیرا فرمان ہے۔

ومامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا

کیا تو نے اپنا ہی فرمان بھلا دیا ہے؟ تو نے کہا تھا کہ تمام ذی روح کا پالنے والا میں ہی ہوں کیا تو نے اس وعدہ کو فراموش کر دیا ہے؟ یا کیا تیرے خزانۂ غیب میں بارش ختم ہو گئی ہے؟ یا کیا بارش تیرے حکم کی عملداری سے باہر ہو گئی ہے؟......... ابھی یہ دعا جاری تھی کہ آسمان سے موسلادھار بارش شروع ہو گئی اور اتنی برسات ہوئی کہ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو بارش کے تھمنے کی دعا کرنا پڑی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غریبوں کو دوست رکھتا ہے۔

چنانچہ ایک دن خدا کے پیغمبرؐ نے حضرت ابوہریرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابوہریرہ آج ایک ایسا آدمی آنے والا ہے جس کی امامت میں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ ابوہریرہ نے انتظار کیا اور مسجدِ نبویؐ کے بابِ جبریلؑ پر جا کر بھی دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ واپس آکر رسول اللہؐ کو خبر دی کہ یا رسول اللہ کوئی ایسا شخص ابھی تک نظر نہیں آیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ تمہیں اس شخص کی پہچان نہیں ہے وہ ضرور آئے گا۔ اتنے میں مغیرہ کا غلام ہلال آیا اور اس نے نماز پڑھنا شروع کی۔ پیغمبر خداؐ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ فرشتوں نے ہلال کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ جب نماز ختم ہوئی تو ہلال رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باادب ہو کر بیٹھ گیا۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ اے ہلال میرے حق میں دعا کرو۔ ہلال نے یوں دعا کی۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ

خدا کے پیغمبر نے تین مرتبہ فرمایا آمین۔

بہر حال ہلال وہاں سے چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہلال تین دن کے بعد انتقال کر جائے گا۔ تین دن گزرے تو رسول خداؐ اصحابِ باوفا کے ساتھ ہلال کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مغیرہ کے مکان کے دروازے پر پہنچے تو مغیرہ سے استفسار فرمایا کہ اے مغیرہ کیا تمہارے گھر کوئی جنازہ موجود ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ ہم سب تو خیریت سے ہیں۔ کوئی نہیں مرا۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے گھر ہلال کا جنازہ موجود ہے جس میں شریک ہونے کے لئے آسمان سے فرشتے جوق در جوق آرہے ہیں۔

مغیرہ نے کہا، واقعی یا رسول اللہؐ میرا غلام ہلال سونے گیا تھا تا حال واپس نہیں آیا شاید اسے موت آئی ہو۔ مغیرہ نے جا کر دیکھا تو ہلال انتقال کر چکا تھا۔ ہلال کا جنازہ پیغمبر خداؐ، ملائک اور اصحاب نے ایک ساتھ پڑھایا۔ کفن دفن کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا کے بندوں میں سے سات بندے ایسے ہیں جو ہفت اقلیم میں سے ایک ایک پر متعین ہیں۔ ان سات میں سے ایک ہلال تھا۔ یہ سات بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درجے میں ہیں۔

یہ بڑی عزت اور مرتبت والے لوگ ہیں۔ روئے زمین پر رہنے والوں کے درمیان ان کی کوئی وقعت نہیں ہوتی مگر آسمانوں میں ان کی توقیر اور منزلت بہت زیادہ ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اصحابِ صفہ کے وارثین ہیں اس لیے پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔

راغبوا فی الدعاء مع اھل تصوف

تم اہلِ تصوف کے ساتھ شامل دعا ہو جایا کرو۔

حاضرین کرام۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث میں نے آپ کے گوش گزار کر دیں۔ خدا کے پیغمبر

کے بعد حالات سماوی وارضی بیان کرنے والی ہستی کون ہے؟ مسلمان کیا کافر کو بھی یہ حقیقت بخوبی معلوم ہے کہ یہ ذات پاک علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ہے۔ میرا موضوع سخن اہل تصوف ہے۔ ابن ابی جمہور نے عوالی اللآلی میں حضرت علی ابن ابی طالب کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

التصوف اربعة حروف التاء و الصاد و الواو والفاء

التاء ترک و توبة وتقاء

والصاد صبر و صدق و صفاء

والواؤ ورد و ود و وفاء

والفاء فرد و فقر و فناء

مولائے متقیان نے فرمایا کہ تصوف کا لفظ چار حروف پر مشتمل ہے

تا ، صاد ، واؤ اور فا

تا سے مراد توبہ سے رہنا، ترک دنیا کرنا، اور پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔

صاد سے مراد صبر کرنا، سچی بات کرنا اور صاف اور بے داغ رہنا ہے۔

واؤ سے مراد ورد و وظائف بجالانا، اللہ تعالی سے محبت رکھنا اور وعدوں کا وفا کرنا ہے۔

اور فا سے مراد گوشہ نشینی اختیار کرنا، فقر کو اپنانا اور اپنی ہستی فنا کر دینا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ تصوف کے چار حروف میں سے ہر ایک حرف تین خصوصیات کا حامل ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو بارہ کا عدد نکلتا ہے۔ پس ہر وہ مؤمن مسلمان جو ان بارہ صفات کا حامل ہو گا اہل تصوف میں گنا جائے گا۔ ہاں البتہ وہ لوگ بھی جو مکمل طور پر ان خصوصیات کے حامل نہ ہوں لیکن ان اعتقادات اور صفات و احکامات کو اپنانے کی کوشش کرتے ہوں وہ بھی اہل تصوف ہیں۔ وہ اولیاء کے نقوش قدم پر چلنے کی وجہ سے اہل تصوف کہلاتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

الصوفیون حم لمشتغینون بالعبادة و المعرفون عن الدنیا و المخیرون عن الاخرة

صوفیاء عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ دنیا کو فانی تصور کرتے ہیں اور قیامت سے وہ پیار کرتے ہیں کیونکہ وہ دائمی زندگی ہے۔

ان مذکورہ بارہ صفات کے حامل لوگوں کے بارے میں مولائے روم کیا فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ان لوگوں کی بات در اصل اللہ کی بات ہے اگرچہ یہ بات بندے کے حلق سے نکل رہی ہے۔ حضرت مولائے متقیانؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ، حضرت منصور حلاجؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت جنید ابن بغدادیؒ یہی لوگ تو تھے جن کی طرف رومیؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔

ان قلم الاعلیٰ   انا ضرب المحفوظ

انا یداللہ   انا وجہہ اللہ   انا خالق"

انا رازق"   انا حنان"   انا منان"

یہ الفاظ مولا علیؑ کے حلقوم سے ادا ہوئے مگر یہ گفتہ اللہ تھا جو اس ذات کی زبان سے نکلا جو ذات مظہر حق تھا۔ اسی لیے مولانا رومؒ نے فرمایا گفتہ او گفتہ اللہ بود .... (تقریر جاری تھی لیکن آڈیو کیسٹ یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ م۔ ش کوروی)

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مؤمن کا ہاتھ

غالب و کار آفریں، کارکشا، کارساز

ادبِ تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نور بخشؒ

ترجمہ : غلام حسن نور بخشؒ

طریقۂ تربیت :

اکثر کے نزدیک تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ طالب مبتدی کو لباس و بدن کی پاکیزگی کے بعد آبِ توبہ و انابت کے ذریعہ معصیت کی آلودگی سے پاک کیا جائے گا۔ اس مرحلہ پر طاعت و عبادت کی برکت اور لسانِ ذاکر کے نتیجے میں اسے عالمِ مثال میں آباد مکانات، خوبصورت عمارتیں، سبزہ زار، درخت، بہت سے میوہ جات، اور غذائی اجناس نظر آئیں گی۔ (جن کی الگ الگ تعبیریں یہ ہیں :)

☆اگر اسے آباد گھر نظر آئے...... تو یہ سالک کا اپنا وجود ہے جو کم کھانا کھانے، کم پانی پینے اور معدے کو خالی چھوڑنے کی وجہ سے فاسد اخلاط اور زائد فضلات کے دور ہو جانے کے باعث اس کا خانۂ وجود آباد ہو جانے کی نشانی ہے۔

☆ اگر وہ سبزہ زار دیکھے...... تو یہ سالک کا زمینِ وجود ہے جو طہارت، عبادات اور ذکر سے خوشگوار اور صاف ہو گئی ہے۔

☆اگر معتدل ہوا نظر آئے...... تو یہ سالک کی جسمانی صحت اور معتدل مزاجی ہے۔

☆گندم، چاول، نخود، چنا باجرہ اور جوار وغیرہ نظر آئے...... تو یہ ادیان، مذاہب، سنن اور آدابِ شریعت و طریقت کی مثالی صورتیں ہیں۔ ان تمام فصلوں کی جدا جدا تعبیر حال، سال اور وقت کے مطابق ذہین معبر کر سکتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک ہر صفت پر منحصر نہیں اس لئے یہاں اس کی تفصیل لکھنا مناسب نہیں۔

☆اخروٹ...... اکثر اوقات علومِ ظاہری کا ثمرہ ہوتا ہے۔

☆بادام...... علومِ باطنی کا ثمرہ ہوتا ہے۔

☆پستہ...... ریاضی اور موسیقی کے علومِ دقیقہ کا ثمرہ ہے۔

☆انگور...... غالباً نماز کا ثمرہ ہے۔

☆انگور کا رس...... اس طاعت کی مٹھاس ہے۔

☆سرکہ...... طاعت کی مشقت سے عبارت ہے۔

☆شراب...... محبت و عشق کی سرمستی ہے۔

☆خربوزہ...... کلمۂ توحید کا ثمرہ ہے۔

☆ کھیرا...... ایسی کشادگی ہے جو اپنے پسندیدہ احوال میں سے ایک حال کی وجہ سے دل میں آتی ہے۔ ایک قول کے مطابق باقی تمام پوشیدہ صورتیں خود پسندی ہیں۔

☆ تربوز...... اس ذکر کا میوہ ہے جو سستی کے ساتھ یا غلبۂ رطوبت کے ساتھ یا سکونِ حرارت کے ساتھ کیا گیا ہو۔ معبر کو چاہیے کہ سالک کے حال کے مطابق ان میں تمیز کرے۔

سیب، امرود، بہی دانہ، انجیر، آلوچہ، زرد آلو، شفتالو اور توت اگرچہ منحصر نہیں ہیں تاہم ان میں سے ہر ایک پھل مناسب مراسم و طبائع کی بنا پر کسی نہ کسی صفت سے متمثل ہو جاتا ہے۔ اجمالی طور پر یہ سب تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر، ادعیہ، اوراد، تلاوتِ قرآن حکیم اور جملہ عبادات ہیں۔

گلاب، ریاحین اور دوسرے پھول ایسے اذکار اور عبادات کی روح صفا ہیں جنہیں کسی سستی وملال کے بغیر خوشی و مسرت کے ساتھ بجالایا گیا ہو اور ان کی خوشبوئیں اس بادِ نسیم کی بھینی بھینی خوشبو ہے جو مقامِ محبت سے مشتاقین لقاء کے دل و دماغ کو پہنچتی ہے۔

طورِ اوّل :

کیونکہ اس مرتبہ میں سالک ذکر جسمانی و لسانی کی بدولت پوری طرح تصفیہ پالیتا ہے اس لیے یہاں ایک سبز رنگ کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نور ان اعمال کا نتیجہ ہے جو پاک وصاف اعضاء و جوارح سے صادر ہوتا ہے۔ عالمِ عناصر و طبائع میں سبز رنگ عام رنگ ہے کیونکہ درختوں کے پتے اور تمام نباتات اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور

سنریهم ایاتنا فی الافاق و فی انفسهم (الفصلت ۵۳)

"عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق (کائنات) میں اور ان کے اپنے نفس میں دکھائیں گے۔"

کے تحت آفاق وانفس کے درمیان مناسبت و مطابقت ضروری ہے۔ دیگر یہ کہ سبز رنگ فلکِ قمر سے تعلق رکھتا ہے اور یہ تمام افلاک میں سب سے ادنیٰ ہے۔ ان ارضی اور سماوی حقیقتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نورِ سبز اعضاء و جوارح کی طاعت کا ثمرہ ہے اور یہی اس طائفہ کے اطوارِ سبعہ میں سے طورِ اول ہے۔

طورِ دوم :

طورِ دوم شیطانی، سبعی اور بہیمی اخلاقِ ذمیمہ سے خبیث نفس کا تزکیہ ہے۔ نفس جب تک صفاتِ شیطان میں گرفتار ہو نفسِ امارہ ہے۔ جب وہ صفاتِ شیطان سے پاک وصاف ہو جاتا ہے تو نفس لوامہ بن جاتا ہے۔ نفس لوامہ جب صفات سبعی (درندگی) سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ نفسِ ملہمہ بن جاتا ہے۔ نفسِ ملہمہ جب صفاتِ بہیمی (حیوانی) سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔

اس مرحلہ پر عالم مثال میں نیلے رنگ کا نور جو اطمینان اور تزکیۂ نفس کی علامت ہے، ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ آفاق و انفس میں سبز رنگ کے بعد قریب ترین رنگ کبود یا نیلا رنگ ہی ہے اور عالم ظاہر میں سبزۂ اول کے بعد جو پھول کھلتا ہے وہ بھی رنگِ کبود ہی ہے اور یہ سطحِ زمین سے زیادہ بلند بھی نہیں ہوتا۔ یہ رنگ سبز رنگ سے اعلیٰ اور باقی سب رنگوں سے ادنیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طبعی ترتیب کی بناء پر عالم باطن میں

الظاهر عنوان الباطن

"ظاہر باطن کا عنوان ہے۔"

کے تحت اس وقت یہی رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

شیطان سے بچاؤ :

اے مرشدِ سالکان، اللہ تجھے شیطان سے بچائے (آمین) جان لے کہ تزکیہ سے قبل مقامِ نفس میں ابلیس دھوکہ کے ذریعے چاہتا ہے کہ اپنی نار کو نور بنا کر دکھائے لیکن وہ نارِ جہنم کو آتشی آلائشوں سے پاک کر کے اسے بلند نہیں کر سکتا کیونکہ آلائش عین شیطنت ہے اور کسی چیز کا اپنے عین سے جدا کرنا محال ہے اور بلندی انوارِ متعالیہ کا محلِ فیضان ہے۔ کدورت اور نچلا پن کا صفائی اور رفعت کے ساتھ جمع ہونا محال ہے اور قرآن کریم میں شیطان کا یہ قول موجود ہے کہ

لاتینهم من بین ایدیهم و من خلفهم و عن ایمانهم و عن شمائلهم (الاعراف ۱۷)

"میں ان کے سامنے، دائیں اور بائیں جانب سے (انہیں گمراہ

کرنے) آؤں گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو اوپر کی جانب سے دخل اندازی حاصل نہیں ہے ہاں وہ دوسرے اطراف سے آ سکتا ہے۔ وہ کبھی نورِ مکدر (دھندلی روشنی) کی صورت میں اور کبھی کسی اور صورت مثلاً صورتِ انسانی وغیرہ میں آتا ہے۔ جب وہ انسانی صورت میں آئے تو وہ خوبصورت شکل نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ اپنے مکروفریب کے ذریعے اپنے تمام اعضا کو خوبصورت دکھانے کی کوشش کرے گا لیکن اس کی آنکھیں کبھی خوبصورت نہیں بن سکیں گی۔ وہ یا تو اندھا بن کر آئے گا یا کانا۔ بہر طور شیطان اور دجال دونوں کی آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ نیز شیطان کی باقی صفات جو طورِ نفسِ امارہ میں بیان ہوئی ہیں دکھائی دیں گی اور یہ سب جنی اوصاف ہوں گے جو بد صورت یا خوفناک انسانی شکل میں یا ہلاکت خیز زہریلے اژدھے یا کیڑے مکوڑے کی صورت میں یا مہلک ہیبت ناک دھوئیں کی شکل میں دکھائی دیں گے۔

نفسِ امارہ کے مشاہدات

اس حال میں اگر

☆ غول (چھلاوہ) دکھائی دے تو یہ کذب بالافترا کی صفت ہے۔

☆ سانپ دیکھے تو صفتِ ریا ہے یا نہایت ناپسندیدہ شہوتِ حرام کی صفت یا ریاکاری کی علامت ہے۔

☆ اژدھا دیکھے تو ناموس و عزتِ دنیا کی صفت ہے یا ایسا شخص ہے جس میں ناموسِ دین بالکل نہیں ہے اور وہ ناموسِ دنیا کی طلب میں ہے۔

☆ جعل (گبریلا) دیکھے تو ایسا شخص ہے جو دنیا سے آلودہ ہے اور وہ کینہ لوگوں میں سے ہے۔

☆ [illegible] نظر آئے تو وہ مکاری کی صفت ہے۔

[illegible] دکھائی دے تو صفت [illegible] ہے۔

☆ زنبور نظر آئے تو صفتِ حسد ہے۔

☆ رتیلا یا زہریلی مکڑی دیکھے تو شدید کنجوسی کی نشانی ہے۔

☆ ایسی آگ دیکھے جو کسی گھر کو جلا رہی ہو تو یہ صفتِ ظلم ہے۔

اگر لباس کو جلا رہی ہو تو یہ فسق کی علامت ہے۔

اگر بدن کو جلا رہی ہو اور اس سے تکلیف پہنچ رہی ہو تو صفتِ کفر ہے۔

☆ اگر خانہ تاریک دیکھے تو لقمۂ حرام سے باطن کے مکدر ہونے کی صورت ہے۔

☆ اگر خانہ آلودہ نظر آئے تو یہ محبتِ دنیا کی علامت ہے۔

☆ اگر وحشتناک یا ہولناک گھر نظر آئے تو یہ فسادِ اعتقاد کی صفت ہے۔

نفسِ لوامہ کے مشاہدات:

جان لے اور اللہ تمہیں توفیق بخشے (آمین) کہ نفسِ امارہ کے شیطانی صفات اور نفسِ لوامہ کے سبعی صفات میں یہ فرق ہے کہ امارہ خود شریر ہے اور شر کا حکم دینے والا ہے یعنی وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

نفس لوامہ خود تو شریر ہے لیکن شر کا حکم دینے والا نہیں ہے۔ یعنی وہ خود گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔ نفس لوامہ اس حالت میں شریر ہے جب وہ امارہ سے تبدیل ہو کر لوامہ بن جاتا ہے۔ اس مرحلے میں بہت سخت اور بے آب و گیاہ پہاڑوں کے علاوہ بہت سے درندے یہاں نظر آتے ہیں۔ پس

☆ اگر شیر نظر آئے اور انفسی واقعہ ہو تو یہ تکبر کی صفت ہے۔

اور اگر آفاقی واقعہ ہو تو متکبر آدمی کی علامت ہے۔

☆ اگر ببر دیکھے اور یہ انفسی ہو تو صفتِ غیظ و غضب ہے یا بزدلی یا شیخی بگھارنا ہے اور اگر آفاقی ہو تو یہ ایسا بزدل ہے جو خود کو بہادر

دکھاتا ہے اور ڈینگیں مارتا ہے۔

☆اگر ریچھ نظر آئے تو یہ فسق وفجور اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب میں جرأت کی علامت ہے یا ایسا ناپاک شخص ہے جو لہو ولعب میں بے باک ہے۔

☆اگر سور نظر آئے تو یہ بے شرمی اور بے غیرتی کی صفت ہے یا اباحت یا ارتداد کی دلیل ہے یا ایسے شخص کی صفت ہے جو مذکورہ صفات سے متصف ہو۔

☆اگر لنگور نظر آئے تو یہ حرکات وسکنات میں تقلید شخصی کی صفت ہے جبکہ طاعات وعبادات میں تقلید کا پہلو معدوم ہوتا ہے۔

☆اگر لومڑی دیکھے تو یہ کسی مکار شخص کے ساتھ مکر کرنے کی صفت ہے۔

☆اگر خرگوش دیکھے تو یہ کسی حیلہ جو شخص کے ساتھ حیلہ بازی کی صفت ہے۔

☆اگر گیدڑ دیکھے تو یہ لڑائی جھگڑے کی صفت ہے یا بدگوئی یا غیبت چوری یا کمینگی ہے یا یہ ایسا شخص ہے جو جھگڑالو ہے یا بدگو ہے یا غیبت گو ہے یا چور ہے۔

☆اگر جو نظر آئے تو یہ پوشیدہ خیانت کی صفت ہے یا بہتان طرازی یا افترا یا غرور یا ان صفات کے قریب دیگر صفات ہیں یا یہ ایسا شخص ہے جو ان صفات میں سے کسی ایک صفت سے موصوف ہو۔

☆اگر بھیڑیا نظر آئے تو یہ طمع یا ڈاکہ زنی کی صفت ہے یا لالچی یا چور کی علامت ہے۔

☆اگر کتا دیکھے تو یہ غضب یا شہوتِ حرام یا ظالم غضبناک یا فاسق شہوت پرست یا طالب مالِ دنیا کی صفت ہے۔

☆اگر کتیا نظر آئے تو یہ شہوت کی صفت ہے، نیز یہ فاسقہ یا فاحشہ زانی کی بھی علامت ہو سکتی ہے۔

☆اگر بلی دیکھے تو یہ صفت دشمنی ہے یا کینہ وعناد والا آدمی ہے۔

☆اگر چوہا نظر آئے تو یہ مال جمع کرنے میں حرص کی صفت ہے یا صاحب مال حریص شخص ہے۔

☆اگر چیونٹی دیکھے تو یہ کھانے کی اشیاء جمع کرنے کی صفت ہے۔

☆اگر چچڑی نظر آئے تو یہ غم کی صفت ہے۔

☆اگر مچھر نظر دیکھے تو یہ چغلخوری کی صفت ہے۔

☆اگر مکھی دیکھے تو یہ صفت شکوہ (خوف / بزرگی) ہے۔

☆اگر مکڑی نظر آئے تو یہ سستی کی صفت ہے۔

☆اگر بچھوا نظر آئے تو یہ امور صوری میں سے کسی امر میں اہتمام کی علامت ہے۔

☆اگر جنگلی چوہا نظر آئے تو یہ دفع مضرت کرنے کے لیے چھپنے یا فرار ہونے کی صورت ہے۔

☆اگر چمگادڑ نظر آئے تو یہ یا عجب کی صفت ہے یا صفت درشتی یا غضب کی صفت یا صفتِ غیرت ہے یا یہ ایسا خود پسند شخص ہے جو کبھی کبھی صفتِ شجاعت سے بھی متصف ہو سکتا ہے۔

☆اگر...... دیکھے تو یہ صفتِ شجاعت ہے یا کامیابی کی علامت ہے یا غرور ہے یا یہ شخص بہادر ہے یا فاتح ہے یا مغرور ہے۔

باقی تمام درندے اور کیڑے مکوڑے اخلاقِ ذمیمہ اور صفاتِ خسیسہ کی صوری تمثیلیں ہیں۔ سخت صفاتِ ذمیمہ ہولناک درندوں اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کی صورت میں نظر آتی ہیں۔ جبکہ معمولی صفاتِ خسیسہ کم خطرناک درندوں اور کم زہریلے کیڑے مکوڑوں کی صورت میں۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہمدانیات

شاہِ ہمدانؒ اور بلتستان

غلام حسن نور بخشؒ

سر گریبان میں ڈال کر تھوڑا سا مراقبہ کر لیا۔ دل کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ کو شوق فضا میں پرواز کر رہا ہے۔ آپ نے فوراً نعلین کو ہوا میں اچھالا۔ دونوں جوتیاں سیدھی اوپر چلی گئیں اور کو شوق کے روبرو پہنچ کر یکے بعد دیگرے اس کے رخساروں پر لگنے لگیں۔ اور اسے بصد ذلت و خواری نیچے اتر آنے پر مجبور کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کو شوق دھڑام سے شاہی دربار میں گر پڑا۔ اور شاہ ہمدان کے قدموں میں گر گیا۔ اسی وقت بادشاہ اور حاضرین دربار مسلمان ہو گئے۔ اور بادشاہ نے یوں حکم جاری کر دیا۔

کرامات چو دید از امیر کبیر
مزین باسلام شدند ہر خبیر

بشمشیر لا شد شکستہ بتاں
شہنشاہ ہے کرد حلمش چناں

اگر ہر کہ باشد ز اسلام برون
برو از دیارم بہ ہفتہ برون

ڈیڑھ سال تک ترکستان علاقوں میں اسلام کی اشاعت کرنے کے بعد آپ ۷۸۵ھ میں پھر وارد بلتستان ہوئے۔ اس دفعہ آپ درہ شمال اور ہسر گلشیرؔ کے ذریعے بلتستان کی وادی شگر کے موضع برالدو پہنچے اور شگر میں اسلام کی اشاعت کی۔ ساحلی کے بیان کے مطابق شگر کے بادشاہ آپ کے پہلے دورے کے دوران اسلام قبول کرنے کی سعادت سے محروم رہ گئے تھے۔ اس دفعہ وہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ وہاں آپ نے مسجد امبوڑک کی دیوار پر سورہ مزمل اپنے ہاتھ سے نقش فرمایا۔

شگر سے آپ کریس کے راستے خپلو پہنچے۔ اور خپلو سے چھوربٹ اور وہاں سے زوجی لا کے ذریعے کشمیر پہنچے۔ اور کشمیر سے حج بیت اللہ کی غرض سے روانہ ہو گئے۔ جب آپ پکھلی کے مقام پر پہنچے تو آپ کا وصال ہو گیا۔

میر سید علی ہمدانی کی بلتستان آمد اور بلتستان میں آپ کی سرگرمیاں سپرد قلم کرنے کے بعد اب ہم بلتستان میں آپ کے آثار کا جائزہ لیتے ہیں۔

بلتستان میں آثار سید علی ہمدانیؒ

ا۔ دینی و روحانی آثار

بلتستان میں آپ کی سب سے اہم یادگار دین اسلام ہے۔ آپ کی بلتستان آمد سے پہلے بلتستان کے لوگ بدھ مت اور بون چھوس سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی کوششوں سے بلتستانیوں کو اسلام نصیب ہوا۔ آج بلتستان کی آبادی سو فیصد مسلمان ہے۔ یہاں مکمل طور پر مسلمان آبادی آپ کی مخلصانہ جدوجہد اور ان تھک محنت کا نتیجہ ہے۔ اس طرح اس علاقے میں موجود سلسلہ نوربخشیہ آپ کی روحانی یادگار ہے۔ جو آپ کے نامور خلیفہ اور داماد خواجہ اسحاق ختلانی کے شاگرد خاص میر سید محمد نور بخش کی طرف منسوب ہے۔ بلتستان میں نور بخشی مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی موجود ہے۔ جو نماز تہجد کے بعد دعائے صبحیہ، نماز صبح کے بعد اوراد فتحیہ اور نماز عصر کے بعد اوراد عصریہ پڑھتے ہیں۔

۲۔ علمی آثار

میر سید علی ہمدانی کی دو اہم ترین کتابوں مودۃ القربیٰ اور ذخیرۃ الملوک کے بارے میں مورخین کا خیال ہے کہ انہیں آپ نے قیام بلتستان کے دوران مکمل کیا۔ اس طرح بلتستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسلام کے موضوع پر لکھی جانے اولین کتابیں میر سید علی ہمدانی کی ہیں۔

آج بلتستان میں آپ کی کتابیں قلمی صورت میں بکثرت مل جاتی ہیں۔ راقم السطور کی ذاتی لائبریری میں ۲۲ مخطوطات، ۲۹ چھاپ شدہ کتابیں اور ۱۲ کتابوں کی فوٹو سٹیٹ نقول موجود ہیں۔

۳۔ تاریخی آثار

میر سید علی ہمدانی نے بلتستان میں تبلیغی دورے کے دوران متعدد مقامات پر مسجدوں کی بنیاد رکھی۔ یہ مساجد بلتستان بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہیں مقامی لوگ مسجد حضرت امیر کہتے ہیں۔ اور ان کا بے حد احترام ہیں۔ یہ مساجد جہاں ہمارے شہر میں آثار قدیمہ ہیں۔ وہاں میر سید علی ہمدانی کی مقدس یادگار ہیں۔ ان مساجد میں سے جامع مسجد چقچن مسجد امبوڑک، مسجد چھ برونجی اور مسجد پھروا مشہور ہیں۔

۴۔ تہذیبی آثار

بلتستان میں میر سید علی ہمدانی نے تہذیب و تمدن کے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ آپ کی کوششوں سے تبتی الاصل بدھ مت تہذیب و تمدن حرف غلط کی طرح مٹ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلتستان سے رخصت ہو گیا۔ اور ان کی جگہ اسلامی تمدن نے لے لی۔ بلتستانیوں کی بود و باش کے سادہ طریقے، آداب محفل کے انداز، فارسی زبان کی ترویج، مساجد اور خانقاہوں کی طرز تعمیر اور آداب معاشرت کے اصول آپ کی یادگار ہیں۔ اسی طرح بلتستانیوں کی رحم دل، امن پسندی، اخلاق و مروت اور سادگی جیسے اوصاف میر سید علی ہمدانی اور ان کے ساتھیوں کی صحبت اور ہم نشینی کا اثر ہے۔ یاد رہے کہ آپ نے بلتستان سے کشمیر جاتے ہوئے یہ وصیت کی تھی۔

بہ علم و حیا و صبر و شکور
بجوئید ہمیشہ رضائے غفور

ز ظلم و زنا و کذب و دغا
ز انام و غیبت صبح و مسا

بباید حذر بس بباید حذر
خود و دیگران از دخت و پسر

۵۔ لسانی و ادبی آثار

میر سید علی ہمدانی کی بلتستان آمد سے قبل بلتستان میں بلتی زبان کا رواج تھا۔ موجودہ بلتی زبان بلتی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ شاہ ہمدان کی بلتستان آمد کے بعد اگرچہ بلتی زبان ختم نہیں ہوئی تاہم اس کا رسم الخط متروک ہو کر رہ گیا۔ نقشبی رسم الخط کی جگہ فارسی رسم الخط نے لے لی۔ بلتستان کی علمی و ادبی زبان فارسی زبان بن گئی۔ سرکاری اندراجات اور شخصی خط و کتابت حصول آزادی یعنی ۱۹۴۸ء تک فارسی زبان میں ہوتی تھی۔ اب بھی بلتستان میں فارسی زبان سمجھنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ بلتستان کا موجودہ علمی مذاق اور ادبی رجحان میر سید علی ہمدانی کی کوششوں کے مرہون منت ہیں۔

۶۔ ثقافتی آثار

سید علی ہمدانی نے بلتستان میں ایرانی اور کشمیری اعلیٰ ترقی یافتہ ثقافت کو رواج دیا۔ لوگوں کی بود و باش، رسوم، نظریات، طرز تعمیر، موسیقی، لوک روایات، زبان، غرض زندگی کے ہر شعبے میں ایرانی اور کشمیری آرٹ اور انداز کو سمو دیا۔ بلتستان کی موجودہ ثقافت کی ہیت کذائی میر سید علی ہمدانی اور ان کے رفقاء کی تشکیل کردہ ہے۔

آثار شاہ ہمدان کے ضمن میں جن باتوں کی میں نے نشاندہی کی ہے وہ میری روزمرہ زندگی کا مشاہدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام کو عام کرنے اسلام اور اسلامی اقدار کو بلتیوں کے قلب و نظر میں پختہ کرنے میں اگرچہ میر سید علی ہمدانی کے علاوہ ان کے مریدوں، رفقائے کار اور بعد میں آنے والے ایرانی مبلغین کا بھی ہاتھ ہے اس ضمن میں ہم میر سید محمد نور بخش اور میر شمس الدین عراقی وغیرہ کا نام لے سکتے ہیں لیکن ان سب کا پیشرو ہونے کی حیثیت سے اصل کریڈٹ میر سید علی ہمدانی کو جاتا ہے۔

میں نے یہ عرض کرنے کی کوشش کی ہے کہ میر سید علی ہمدانی ہی بلتستانی کے اولین مبلغ اسلام ہیں۔ ان علاقوں میں نور اسلام پھیلانے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ بلتستان کے لوگوں کو کفر ضلالت کی تاریکی سے نکال کر نور اسلام کی ضیاپاشیوں میں لانے اور انہیں ایمان و ایقان سے بہرہ ور کرنے اور انہیں تہذیب و دین سے مالا مال کرنے میں آپ کی خدمات، ناقابل فراموش ہیں۔ اس سلسلے میں کشمیر کے مسلمان ہی شاہ ہمدان کے زیر بار احسان نہیں۔ ہم بلتستان کے لوگ بھی آپ کے احسان مند ہیں آپ نے ہمیں صرف دین و مذہب کی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ

خطہ را آن شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین

نور بخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور۔ فاضل عربی۔ بی اے

تعظیمِ اولیاء :

تعظیم خلق اللہ کتاب و سنت سے ثابت شدہ حقیقت ہے جس سے نہ شرک لازم آتا ہے اور نہ کفر۔ نیز مسلمانوں کے لیے حکم ہے کہ خدا کی تمام نشانیوں کی تعظیم کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان الصفا و المروة من شعائر الله (البقرہ ۱۵۸)

"بے شک صفا اور مروہ خدا کی نشانیاں ہیں۔"

والبدن من شعائر الله لكم فيها خير" (الحج ۳۶)

"اور قربانی کے جانور خدا کی نشانیاں ہیں اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔"

ان اور دیگر شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم قرآن مجید میں یوں صادر ہوا ہے۔

و من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب (الحج ۳۲)

"اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔"

ثابت ہوا کہ جس چیز کی نسبت اللہ اور رسولؐ سے ہو اس کا احترام اور اس کی تعظیم بندوں کے لیے فائدے کا باعث ہے۔

علماء ، زہاد ، فقہا ، اولیاء ، آل و اصحاب ، کعبہ ، منیٰ ، مزدلفہ ، عرفات ، حجر اسود ، حطیم ، کعبہ ، قرآن و حدیث و جملہ کتبِ سماوی اور تمام اہل اللہ قابلِ احترام و لائق توقیر ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ کی توقیر و عظمت کا ثبوت قرآن مجید کی آیات سے ملتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى (الاحزاب ۲۲)

"تم نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند مت کرو۔"

اولیاء اللہ جو حقیقی معنوں میں علماء کہلانے کے حق دار ہوتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں جیسا کہ حدیث نبویؐ میں ہے۔

العلماء ورثة الانبياء

پس صوفیہ نوربخشیہ کے اعتقاد کی رو سے سبھی اولیائے کرام، علمائے عظام اور فقہائے کرام قابلِ احترام اور لائق تعظیم ہیں۔

مسئلہ استمداد :

اہلِ توحید و ایمان کا یہ ایمان و عقیدہ ہے کہ تمام امور کا حقیقی مالک اور مرجع خدائے یکتا و پروردگار دو جہاں ہی ہے۔ وہی عبادت و ستائش اور اعانت و یاری کی کامل جہات کا حامل ہے اور تمام صفات عالیہ اور کمالات و فاضلہ کا منبع و مرکز ہے۔ اسی کے در پر تمام انبیاء اور اولیاء اور علماء و صلحاء کی جھولیاں پھیلیں اور اسی کے آستانِ عظمت کے سامنے سب کی جبینیں ادب و نیاز و احترام سے سجدہ ریز ہو گئیں۔ روح و ملک اسی کے تسبیح خواں ہیں۔ زمین و

آسمان، کوہ ودشت، چشمہ ودریا، چرندوپرند، وحوش ودرند، جمادات و نباتات، آفتاب و ماہتاب، ستارے اور سیارے اور جاندار و بے جان اسی کے حدی خوان ہیں اور طوعاً و کرہاً اسی کی بندگی کرتے ہیں۔ وہی حقیقی معنوں میں مدد اور یاری کی صلاحیتوں سے معمور اور جملہ مخلوق کا ملجاء و ماویٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس حقیقت کا واشگاف بیان ہے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین

"اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔"

اور نماز پنجگانہ کی ہر ہر رکعت میں ہم انہی آیات کا اعادہ کرتے ہیں۔ پس اس حقیقت کی روشنی میں حقیقی استمداد کا مرجع ذات الٰہی ہے۔ لیکن اس عالم کون و مکان میں ہر حقیقی امر کے ساتھ ایک مجازی امر کا بھی وجود ہوتا ہے۔ چنانچہ استمداد کی بھی دو صورتیں ظہور پذیر ہیں:

۱۔ استمدادِ حقیقی ۲۔ استمدادِ مجازی

استمدادِ حقیقی:

اس کا مطلب حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد اور اعانت کا طلب گار ہونا ہے۔ اس ذات پاک کے خالق، ملک اور رازق ہونے کے ناطے یہی عمل جسماً، روحاً، ظاہراً اور باطناً تمام بندوں کو زیبا ہے۔ چنانچہ اہل صوفیہ دعائے تہجد میں یوں مناجات کرتے ہیں۔

واسئالک مسئلة البائس المسکین وادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیاً و کن لی ربی رؤف رحیما یا خیر المسئولین یااکرم المعطین برحمتک یاارحم الراحمین (۱)

"اے اللہ میں تجھ سے ایک بے کس تنگدست کی مانند درخواست گزار ہوں اور ذلت کے شکار فقیر کی طرح تجھ کو پکارتا ہوں۔ اے میرے پالنہار مجھ کو تجھے پکارنے پر نامراد نہ بنا۔ میرے رب میرے لیے شفقت اور رحم کے ساتھ کام مقرر فرما۔ اے سب سے زیادہ بہتر درخواست گیرندہ اے سب سے زیادہ نعمتیں عطا کرنے والے اور اے سب سے زیادہ رحم والے ہمیں تیری رحمت کا سہارا ہے۔"

دعائے صحیہ میں اشک ریز آنکھوں کے ساتھ یوں استدعا کرتے ہیں۔

اللھم انی انزل بک حاجتی وان قصر عنه رائی و ضعف عنه عملی وافتقرت الی رحمتک و اسئالک یا قاضی الامور و یاشافی الصدور کما تجیرنی من البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر و من دعوة الثبور و من فتنة القبور (۲)

"پروردگار میں تیری درگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں، اگرچہ اسے پیش کرنے سے میری ہمت قاصر ہے اور میرا عملی پہلو کمزور ہے۔ میں تیری رحمت کا حاجت مند ہوں۔ اے کاموں کو پورا کرنے والے، اے دلوں کو شفا دینے والے جیسا کہ مجھے کو غموں سے پناہ پہنچارہا ہے ایسا ہی میری درخواست ہے کہ مجھے دوزخ کے عذاب، ہلاکت کو پکارنے اور قبر کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ۔"

اورادِ فتحیہ میں عجز و نیاز کا اظہار یوں ہوتا ہے۔

لااله الا الله خیر الناصرین (۳)

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی سب سے بہتر مددگار ہے۔"

پھر یوں پکارتے ہیں۔ حسبنا الله نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر (۴)

استمدادِ مجازی :

استمدادِ مجازی سے مراد ایک انسان کا دوسرے سے مدد اور اعانت طلب کرنا ہے۔ امور دنیوی کے بارے میں ایک مسلمان دوسرے کی مدد و استعانت کرتا ہے اور اہلِ تصوف اسے فتوت واخوت سے تعبیر کرتے ہیں جو ہمدردی اور انسان دوستی کی ایک عظیم الشان تحریک ہے۔ اس ضمن میں بعض اوقات امورِ دینی اور اشاعتِ دین میں بھی قولی، فعلی اور مالی معاونت کو ماجور من اللہ شمار کیا جاتا ہے اور حقوق العباد کے زمرے میں آتے ہیں جیسا کہ فرمان نبویؐ سے ثابت ہے۔

لایزال اللہ تعالی فی حاجة العبد مادام العبد فی حاجة اخیه المسلم

"جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اس بندے کی ضروریات کو پورا فرماتا رہتا ہے۔"

نیز حدیث پاک میں آیا ہے۔

الخلق کلهم عیال اللہ و حبهم الی اللہ انفعهم لعیاله(۵)

"تمام مخلوق عیال خداوندی ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز وہ آدمی ہے جو اس کے عیال کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔"

لائق توجہ بات تو یہ ہے کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے نصرت طلب کی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

یاایها الذین امنوا ان تنصر اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (محمد-۷)

"اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔"

اور جب حضرت عیسیٰؑ کے مخلص تابعداروں سے کہا گیا کہ تم خدا کے دین کی مدد کرو تو انہوں نے لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ ان کی یوں تعریف و توصیف کی۔

یاایها الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (الصف-۱۴)

"اے ایمان والو۔ دین خدا کے مددگار ہو جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے؟ تو حواریوں نے جواب دیا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔"

دین کی مدد اصل میں صاحبِ دین اور صاحبِ شریعت کی مدد ہے۔ جو صاحبِ شریعت کی مدد کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے اور اسے ثابت قدمی کی توفیق عنایت کرتا ہے نیز ثبات کا یہ انعام پل صراط پر بھی ممکن ہے۔ اس میں کسی شرک یا زندقہ کا شائبہ نہیں ہونا چاہیے۔

اصفیاء کا نظریہ :

استمداد غیر اللہ کے جواز میں اصفیاء کرام کا نظریہ اور بھی عجیب مظہرات پر مشتمل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام اور مرشدین عظام سے ہر حالت میں امور دین کے حل کے سلسلے میں مدد چاہنا جائز ہے بلکہ مریدین کے ضروری ہے کہ وہ کسی قسم کی روحانی اور جسمانی مشکلات کی صورت میں ان کے حل کے لیے مصلحین دین مبین سے مدد حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جن افراد سے ان کی زندگی میں کسی صورت میں مدد ملی ہے ان سے مرنے کے بعد بھی مدد طلب کر سکتے ہیں جیسا کہ طالبان حق سالکان طریقت کو پیران طریقت اور مرشدان و مقتدایان سے جو دنیوی زندگی میں نفع پایا ہے ان کی ارواح سے مرنے کے بعد بھی استمداد حاصل کرنا تقرب الی اللہ کی غرض سے جائز ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں بھی اسے جو تقرب الی اللہ حاصل ہوا ہے وہ ان کے روحانی فیوض اور

استعداد کی بدولت ہے نہ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کی طاقت سے۔ اس لیے روحانی فیوض سے جس طرح وہ زندگی میں فیضیاب ہو سکتے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی استمداد حاصل کر سکتے ہیں بلکہ یہ قوت دنیوی قوت سے قوی تر ہوتی ہے۔ لہذا اس استمداد سے اس کی بدعقیدگی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ روحانی دنیا کے کمالات پر یقین ہونے میں صراحت ہوتی ہے۔

بہر طور ہر فرزندِ توحید مسلمان کا یہ ایمانی عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام وانبیاء عظام فی الذات قاضی الحاجات نہیں بلکہ اصل فی الذات قاضی الحاجات تو صرف اور صرف ذاتِ خداوندی ہے جو ہر چیز کا خالق اور رازق ہے اور حقیقی کارساز اور داتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں فرمایا ہے کہ ایک دفعہ خلافتِ فاروقی کے دور میں جب مدینہ منورہ میں قحط پڑی تو ایک فریادی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر آکر استغاثہ کیا اور کہا کہ اے رسولؐ امت کی حالت پر نظر فرما۔ تو اس بندے کو حضور انورؐ نے خواب میں بارش کی خوشخبری دی۔ (٦)

قابلِ اصلاح پہلو :

عوام الناس کی طرف سے غیر اللہ سے استمداد کا اظہار اصلاح طلب ضرور ہے۔ کیونکہ بعض نادان جاہل اور ان پڑھ لوگ اپنی نادانی کے بعد بعض ایسے کلمات اور حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کو شرک والحاد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک نادانی اور بے علمی کا تعلق ہے وہ معفو چیز ہے اور علمائے کرام کا فریضہ ہے کہ ان کی اصلاح کریں۔ خدا تعالیٰ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے اور نادانی اور بے علمی سے سرزد ہونے والی لغزشوں پر گرفت نہیں فرماتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے۔

من قتلته محبتی فانا دیته

"جسے میری محبت ہلاک کرے میں خود اس کی دیت ہوں۔"

علمائے کرام کا فرض جہاں قابلِ اصلاح پہلوؤں کی اصلاح کرنا ہے وہاں علماء کو چاہیے کہ معمولی لغزش کی بنیاد پر کفر وشرک سے نسبت دینے سے بھی احتراز کریں اور کسی کلمہ گو مسلمان کی تکفیر و تشریک سے اجتناب کریں۔ انسانی زعم وگمان خدا کے ہاں بالکل حیثیت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

رب رجل یعملها الرجل لایکون له سیئة اضر علیه منها و رب رجل سیئة یعملها الرجل لا یکون له حسنة انفع له منها

"بہت سی نیکیاں جو آدمی کرتا ہے برائی سے بڑھ کر ضرر رساں ہوتی ہیں اور بہت سی برائیاں جن کا آدمی مرتکب ہوتا ہے نیکی سے بڑھ کر مفید ہوتی ہیں۔"

اس حدیث کی روشنی میں حضرت شاہ ہمدانؒ فرماتے ہیں کہ ارباب قلوب کے ہاں یہ طے شدہ بات ہے کہ جب طاعت بندے میں عجب اور غرور پیدا کرے عین معصیت ہے اسی طرح وہ معصیت جو طالب حق کو اعتراف و عاجزی اور عذر کے مقام پر لا کھڑا کرے وہ در حقیقت مفید طاعت ہے۔

(جاری ہے)

حواشی وماخذ :

(١) عوات صوفیہ
(٢) ایضاً
(٣) ایضاً
(٤) ایضاً
(٥) ترجمہ رسالہ فتوت از سید علی ہمدانیؒ (ص ٢٨)
(٦) استیعاب جلد دوم (ص ٣٢٨)

نکاتِ دانش

محمد یعقوب براہوی سے انٹرویو

سید ذوالفقار علی قمر

انسان دنیا میں اپنے کام سے پہچانا جاتا ہے اور تاریخ میں انہی لوگوں کا نام زندہ رہتا ہے جو ملک وملت اور انسانیت کے لئے کوئی کارنامہ سر انجام دیتے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے صوفیہ نوربخشیہ کے نوجوان محمد یعقوب براہوی ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی فقہی کتاب 'الفقہ الاحوط'، اعتقادی کتاب کتاب الاعتقادیہ' اور 'آثار شاہ ہمدان' کو انٹرنیٹ پر آن لائن کیا ہے۔

محمد یعقوب ولد محمد براہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم براہ اور خپلو سے حاصل کرنے کے بعد کراچی سے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان پاس کئے۔ ۱۹۹۳ء میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور دین سے لگاؤ کی بنا پر این وائی ایف کے مرکزی جوائنٹ سکریٹری منتخب ہوئے۔ بعد ازاں کمپیوٹر کی تعلیم کے لئے کراچی سے لاہور سے منتقل ہوئے جہاں سے انہوں نے BCS یعنی بیچلر آف کمپیوٹر سائنس اور MCS یعنی ماسٹر آف کمپیوٹر سائنس کے امتحان پاس کئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو انٹرنیٹ کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کا خیال آیا چنانچہ نوائے صوفیہ اور مسلک نوربخشیہ کی ابتدائی ویب سائٹ بنائی بعد ازاں نوربخشیہ کی مذکورہ کتب کو بھی آن لائن کیا۔ گزشتہ دنوں ہم نے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے لاہور کے برانچ آفس میں یعقوب صاحب کو زحمت دی اور ان سے مندرجہ ذیل انٹرویو حاصل کیا۔

ذع ق: یعقوب صاحب اپنی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ بتائیے

براہوی: میں سب سے پہلے ادارہ نوائے صوفیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے دعوت دے کر پوری دنیا کے اہل نوربخشیہ سے ہمکلام ہونے کا موقع فراہم کیا۔ میرا اب تک کا سفر مختصر سا ہے۔ میں نے ابتدائی تعلیم براہ سے حاصل کی۔ مڈل تک تعلیم ہائی سکول خپلو سے حاصل کی اور کراچی سے میٹرک کیا۔ پھر نیشنل کالج کراچی میں داخلہ لے کر انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔

ذع ق: آپ ماشاء اللہ ذہین تھے آپ نے میڈیکل یا انجینئرنگ لائن کیوں اختیار نہ کیا؟

براہوی: جب بلتستان سے کراچی پہنچا تو صحیح رہنمائی کے فقدان کے باعث میں ان راستوں کو اختیار نہ کر سکا۔

ذع ق: این وائی ایف سے کب وابستہ ہوئے؟

براہوی: ۱۹۹۲ء میں ایف اے پاس کرنے کے بعد این وائی ایف سے وابستہ ہوا اور بہتر کارکردگی کی بنیاد پر مرکزی پریس سکریٹری منتخب ہوا۔

ذع ق: کراچی سے لاہور منتقل ہونے کی کیا وجہ تھی؟

براہوی: کمپیوٹر کے کچھ کورسز کراچی سے ہی کر لئے تھے۔ این وائی ایف کے ملک گیر دورے کے دوران لاہور آنے کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ لاہور کالجوں کا شہر ہے اور یہاں کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بہتر مواقع موجود ہیں اس لئے یہاں منتقل ہوا۔

ذع ق: لاہور آکر آپ نے کونسے کورسز کئے؟

براہوی: لاہور آنے کے بعد میں نے اللہ کے فضل و کرم سے کمپیوٹر میں بیچلر اور ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ ساتھ ساتھ انٹرنیشنل سرٹیفکیشن کا کورس بھی کیا۔

ذ ع ق: آج کل آپ کی کیا مصروفیت ہے؟

براہوی: آج کل میں پانچ کمپیوٹر کالجز میں وزیٹنگ لیکچرار ہوں اور اپنا سافٹ ویئر ہاؤس بھی بنایا ہوا ہے۔ جس میں انٹرنیشنل کمپنیز کے اشتہار وغیرہ بناتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک انٹرنیشنل کمپنی کی وساطت سے عنقریب امریکہ کا دورہ متوقع ہے۔

ذ ع ق: کمپیوٹر کے شعبہ سے منسلک ہونے کے بعد آپ نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے لئے کیا خدمات سرانجام دیں؟

براہوی: اللہ کے فضل و کرم سے ۱۹۹۷ء میں نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والا ڈاکٹر اینڈریز ریک کا نوربخشیہ پر لکھا گیا مقالہ، شاہ ہمدانؒ کے حالات زندگی، آستانہ میر سید محمد نوربخش"، امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ"، میر اسحاق، میر عارف، جامع مسجد چقچن خپلو، خانقاہ شاہ ہمدان سری نگر اور مسجد امبوڑک شیگر کی تصاویر کو انٹرنیٹ پر آن لائن کیا اور نوربخشیہ کے لئے انٹرنیٹ پر ایک ویب سائٹ مختص کیا جس کا پتہ یہ ہے:

WWW. Noorbakhshia. com. pk

اب اللہ کے فضل سے اس سائٹ پر فقہ الاحوط، اصول اعتقادیہ اور آثار شاہ ہمدان کے علاوہ نوربخشیہ کے حوالے سے بہت سی معلومات موجود ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں اوراد فتحیہ بھی آن لائن کروں گا۔

ذ ع ق: نوائے صوفیہ کے لئے کیا خدمات سرانجام دینا چاہتے ہیں؟

براہوی: اگر نوائے صوفیہ کی مجلس ادارت اجازت دے تو انشاء اللہ آئندہ تین ماہ میں نوائے صوفیہ بھی انٹرنیٹ پر آن لائن کروں گا۔

ذ ع ق: سنا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عظیم شاہکار کشف المحجوب کو بھی انٹرنیٹ پر آپ ہی نے آن لائن کیا ہے

براہوی: جی ہاں یہ اعزاز مجھے ہی حاصل ہوا ہے کہ داتا صاحب کی کشف المحجوب کو اردو اور انگریزی زبان میں آن لائن کرنے کے علاوہ داتا صاحب کے مزار مبارک کی تصویر کو بھی آن لائن کیا ہے۔ اس سلسلے میں لاہور کے کئی روزنامہ جات نے میرے انٹرویو کیے ہیں جو عنقریب چھپنے والے ہیں۔ داتا صاحب کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:

WWW data.Com.pk

ذ ع ق: آپ ابھی خود طالب علم ہیں یہ سب اخراجات کیسے برداشت کرتے ہیں؟

براہوی: اللہ کے فضل اور اپنی والدہ کی دعاؤں کی برکت سے اخراجات کے بارے میں کبھی پریشان نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبیل نکال لیتا ہے۔

ذ ع ق: نوجوانوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

براہوی: میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اکثر نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ غلط تصور موجود ہے کہ کمپیوٹر کی تعلیم بہت مشکل ہوتی ہے حالانکہ یہ دیگر سب علوم سے آسان ہے اور سب سے بڑی آسانی یہ ہے کہ اس میں اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو کمپیوٹر خود ہمیں بتاتا ہے۔ آنے والا دور چونکہ کمپیوٹر کا ہے اس لئے میں نوجوانوں سے یہی کہوں گا کہ وہ کمپیوٹر کی تعلیم میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں اور آنے والے دور کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کریں۔ ☆



یعقوب براہوی ایم سی ایس

فقہی مسائل (مجموعۂ شریعتِ محمدیہ کی روشنی میں)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ بات پہلے بھی کئی بار واضح کی جاچکی ہے کہ ہم غیر مفید اور غیر ضروری سوالات کے جواب شائع نہیں کرتے۔ گویا کسی سوال کی اشاعت کے معیار مفید اور ضروری ہونا ہے۔ لہذا بعض حضرت کی جانب سے موصول ہونے والے غیر ضروری اور غیر مفید سوالات کے جواب شائع نہیں کیے جائیں گے۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ عورت کے حق میں حج کرنا سنت ہے یا فرض؟

سوال نمبر ۲۔ تعمیر مسجد کے لیے ٹھیکے والے کام سے بچے ہوئے سامان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۔ انڈیا کے بعض مسلمان شہری بند ڈبے والا گھی، مکھن، سبزی اور ملک پاؤڈر وغیرہ خود استعمال نہیں کرتے لیکن وہ اپنے گھر والوں کو ان چیزوں کے استعمال سے بھی نہیں روکتے۔ گویا خود تو نہیں کھاتے ہیں لیکن گھر کے بال بچوں کو کھلاتے ہیں۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

سائل ابراہیم علی شاہ ہانگ کانگ

سوال نمبر ۴۔ جس عورت کے ساتھ کسی شخص نے جنسی فعل نہیں بلکہ صرف دل لگی کی ہو اس کی لڑکی کا نکاح اس شخص کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۵۔ ایک عورت نے اپنی شیر خوار بچی کے ساتھ ساتھ ایک اجنبی بچے کو بھی اپنا دودھ پلایا۔ اس کے بعد وہ عورت حاملہ ہو گئی اور اس نے ایک اور بچی کو جنم دیا۔ کیا اپنے دودھ پلائے گئے اجنبی لڑکے کے ساتھ اس کی دوسری لڑکی کا نکاح جائز ہے؟

سوال کنندگان: علی موسیٰ، ذاکر حسین، شبیر حسین

جوابات

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حج اسلام کا ایک عظیم رکن ہے جس کسی کی اقتصادی حالت اس قدر مستحکم ہو کہ وہ اپنے زمانے کی سفری سہولتوں کے ساتھ دو طرفہ سفرِ حج کے اخراجات آسانی سے پورے کر سکتا ہو اور سفرِ حج کی وجہ سے اس کے گھریلو اقتصادیات متاثر نہ ہوتے ہوں وہ شرعی اصطلاح میں صاحبِ استطاعت کہلاتا ہے۔ اس معیار پر جو بھی فرد بشر پورا اترتا ہو اس پر زندگی میں ایک بار حج کو جانا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے کسی محرم شخص کی معیت میں حج کو جائے۔ اگر کسی عورت کے سفرِ حج کے لیے محرم شخص موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس کے لیے اجنبی مردوں کے ہمراہ حج کو جانا درست نہیں ہوگا۔ ہاں اگر نیک کردار عورتوں کا ایک گروہ حج کو جاتا ہو تو وہ اس گروہ میں شامل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حج کرنا صاحبِ استطاعت فرد پر ایک بار فرض ہے۔ اس کے بعد اگر وہ دوسری بار حج کرنا چاہے تو وہ مسنون حج ہوگا۔ لہذا استطاعت والی عورت کے

حق میں بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ ایک بار حج فرض ہو گا اس کے بعد جتنے حج بھی وہ کرنا چاہے گی اس کے حق میں مسنون ہو گا۔

جواب نمبر ۲ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ٹھیکے والے کام سے جو کچھ سامان وغیرہ ٹھیکیدار کے پس بچ جاتے ہیں ان کا استعمال ہر نیک کام کے لیے شرعاً جائز ہے ۔ ہاں اگر یقینی طور پر پتہ چل جائے کہ ٹھیکے والے کام سے بچے ہوئے سامان میں چوری اور دیگر ناروا ذرائع سے حاصل کردہ سامان بھی شامل ہے تو ایسی صورت میں تعمیر مسجد کے لیے حرام مال کی آمیزش والا سامان استعمال کرنا درست نہیں ہو گا۔

جواب نمبر ۳ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مسلمانوں کے حق میں غیر مسلم کا صرف جوٹھا ناپاک ہے۔ غیر مسلم کے ساتھ دنیاوی کاروبار شرعاً جائز ہے۔ لہٰذا خوردنی اشیاء کا کاروبار کرنا بھی مسلمان کے لئے غیر مسلم کے ساتھ جائز ہے۔ انڈیا میں مقیم مسلمان لوگ بازاروں میں دستیاب بند ڈبے والا گھی، مکھن، سبزی، ملک پاؤڈر اور دیگر تمام حلال خوردنی اشیائے ضروریہ غیر مسلم کاروباری لوگوں سے خرید سکتے ہیں اور استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر کاروبار کرنے والے مسلمان تاجر موجود ہوں تو ان مسلمان تاجروں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرنا زیادہ بہتر ہو گا، بشرطیکہ نرخ یکسان ہو یا زیادہ ارزان ہو۔ پس خود نہ کھانا اور گھر والوں کو کھلانا شرعاً ایک بے وزن سی بات ہے۔

جواب نمبر ۴ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جس عورت کے ساتھ صرف دل لگی کی ہو اس کی لڑکی کا نکاح دل لگی کرنے والے کے ساتھ جائز ہونے میں شرعاً کوئی کلام نہیں ہے۔ اگر بدکاری سرزد ہوئی ہو تو توبہ کرنے کے بعد خود دونوں بدکاروں کا آپس میں نکاح شرعاً روا ٹھہرتا ہے۔ ماں کی بدکاری کی سزا ماں کو ہی ملے گی۔ اس کی لڑکی کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

جواب نمبر ۵ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جس عورت نے کسی اجنبی بچے کو اپنا دودھ پلایا ہو وہ اس کا رضاعی بیٹا کہلاتا ہے۔ لہٰذا رضاعی بیٹے کے ساتھ اس عورت کی تمام لڑکیوں کا نکاح شرعاً حرام ہے، خواہ لڑکے کے ساتھ ساتھ دودھ پی چکی ہو خواہ الگ الگ ماں کے دودھ میں نفس شرکت ہی نکاح کے حرام ہونے کے لیے کافی ہے۔ ہاں اس رضاعی بیٹے کے بھائی کے ساتھ اس عورت کی لڑکیوں کا نکاح جائز ہے۔ اگر سوال مذکور میں موجود رضاعی بیٹے کی شادی رضاعی ماں کی دوسری لڑکی کے ساتھ انجام پائی ہو تو وہ شرعاً باطل ہے۔ فی الفور اسے الگ کر دیا جائے۔ اگر اس ناروا شادی کے نتیجے میں اولاد بھی ہوئی ہو تو وہ اولاد زنا کہلائے گی۔ ان کی نسبت رضاعی بیٹے کی طرف ہی کر دی جائے گی اور ان کے اخراجات وغیرہ بھی رضاعی بیٹے ہی پر عائد ہوں گے، کیونکہ وہ خود اس فعل حرام کا ذمہ دار ہے۔ یہاں پر طلاق کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ طلاق جائز منکوحہ کو دی جاتی ہے۔ جب کہ موجودہ صورت حال میں جائز نکاح کا ہی فقدان ہے۔

امید ہے کہ محترم سائلین اپنے اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایچ معروفی

نوربخشیوں کے مسائل حل کیے جائیں گے :

ممبر قانون ساز کونسل ناردرن ایریا جناب غلام علی حیدری نے انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے خیال ظاہر کیا ہے کہ حکومت اسلام آباد کے نوربخشیوں کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دے گی۔ انہوں نے کہا کہ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ جی ۷۔۴ اسلام آباد کی توسیع کے لیے ملحقہ قطعۂ اراضی کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں چیف ایگزیکٹو صاحب سے گزارش کی جاچکی ہے جن کی ہدایت پر مزید پیش رفت کے لیے جنرل جمشید گلزار صاحب سے تفصیلی ملاقات میں اسلام آباد میں مقیم اہل نوربخشیہ کے مسائل کی وضاحت کی گئی ہے جس پر انہوں نے مسجد کے مسئلے کو ترجیحی بنیاد پر حل کرنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے سی ڈی اے حکام سے رپورٹ طلب کی ہے۔ جناب غلام علی حیدری نے امید ظاہر کی کہ یہ مسئلہ جلد حل ہوگا۔

متحدہ عرب امارات میں تقریب :

متحدہ عرب امارات میں مقیم نوربخشیوں کی تنظیم 'تنظیم صوفیہ نوربخشیہ الامارات العربیۃ المتحدۃ' کے زیر اہتمام ۱۳ رجب مطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان تقریب ہوئی۔ اس تقریب میں مقررین نے حضرت علیؑ اور علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی سیرت و تعلیمات پر تفصیل سے تعلیمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اہلِ عالم اور اہل اسلام کو ان عظیم ہستیوں کے نقوش قدم پر چلنے کی تلقین کی، تاکہ نجاتِ دنیوی واخروی حاصل ہو۔

عبدالخالق

دعوتِ فکر :

تبلیغ واشاعتِ اسلام کے سلسلے میں صوفیائے کرام کی مساعی اظہر من الشمس ہیں مگر فی زمانہ دعویدارانِ اسلام عموماً اور اہلِ صوفیہ خصوصاً اپنے فرائض سے روگردانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ لہذا اجملہ اہل صوفیہ نوربخشیہ سے گزارش ہے کہ :

۱۔ تمام انجمنوں کے صدور کی کانفرنس بلائی جائے جس میں ایک مرکزی مجلس تشکیل دی جائے۔

۲۔ پیر نوربخشیہ کی ذات گرامی کو اس مرکزی مجلس کی صدارت سونپی جائے۔

۳۔ یہ مرکزی مجلس معاشی بدحالی کے خاتمے، دین کی نشرو اشاعت اور اختلافات کے خاتمے کے لیے لائحہ عمل مرتب کرے۔

م۔ ش کوروی

مدرسہ شاہ ہمدان میں جشن معراج :

۲۶ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ

سکردو میں ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلۂ جشن معراج النبیؐ منعقد ہوا، جس میں مدرسہ شاہ ہمدان کے اساتذۂ کرام، طلباء اور عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مقررین کے اسمائے گرامی یہ ہیں

محمد شاہ طالبعلم (تلاوت قرآن مجید)، سید اکبر ہاشمی (نعت رسولؐ)، محمد حسین شیخ سکریٹری، غلام رسول، اشرف حسین، محمد ابراہیم، اور عبدالسلام۔

حبیب اللہ، محمد اسلم، علی حسین سرمیکی، محمد امین صابری، سکندر حیات اور محمد رضا نے منقبت پیش کی۔

مولانا عیسیٰ نے معراج النبیؐ کے واقعات کی تشریح فرمائی۔

مولانا عارف حسین نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو خیر البشر قرار دیتے ہوئے مقام بشریت کی عظمت پر بحث کی۔

مولانا علی محمد ہادی نے فرمایا کہ ہر مومن کے لئے بھی معراج ہے اور یہ معراج نماز پنجگانہ ہے۔ حضورؐ جسدِ مثالی کے ساتھ عرش معلی پر تشریف لے گئے۔

فرمان علی حسینی شیغری

بلغار میں جشن عیدِ معراج :

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر اہتمام ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو بلغار یونٹ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں درج ذیل علمائے کرام نے حاضرین کو اپنے بصیرت افروز ارشادات سے نوازا۔

جناب قاری محمد اسحاق صاحب (تلاوت کلام پاک)، عبدالکریم (نعت رسولؐ) مولانا غلام محمد صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب کھرکوی، مولانا غلام حسین نورانی صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب، قاری محمد ابراہیم صاحب، مولانا محسن علی صاحب، مولانا محمد عبداللہ صاحب ذوغنی، مولانا غلام حسن حسنو صاحب، مولانا مراد علی نوری صاحب (مہمان خصوصی) اور سید محمد شاہ صاحب (صدر جلسہ)۔

جملہ علمائے کرام نے معراج النبیؐ کے اسرار و رموز کی وضاحت کے علاوہ اطاعت رسول مقبولؐ اور اتحاد بین المسلمین کے موضوعات پر روشنی ڈالی۔

صدر جلسہ سید محمد شاہ صاحب کھرکو کے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس پروقار محفل کا خاتمہ ہوا۔

جنرل سکریٹری این وائی ایف یونٹ

یومِ ولادت حضرت فاطمہ زہراؑ :

مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو وفاقی کالونی لاہور میں فدا حسین فدائی جنرل سکریٹری نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کے زیر صدارت ایک تقریب بسلسلۂ یوم ولادت حضرت فاطمہ زہراؑ منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مولانا احمد علی عارف صاحب تھے۔ اس پروقار تقریب میں ہمایوں مصطفیٰ نوربخش، محمد شریف، محمد علی اور محمد ابراہیم نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی شان میں گلہائے عقیدت پیش کیے اور مولانا احمد علی عارف نے حب اہلِ بیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ فدا حسین فدائی کے خطبۂ صدارت اور دعا کے ساتھ تقریب اختتام کو پہنچی۔

عبداللہ خان پریس سکریٹری

این وائی ایف گلاب پور کا اجلاس :

این وائی ایف گلاب پور یونٹ کا ایک اجلاس غوث المتاخرین ویلفیر سوسائٹی پچو کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں این وائی ایف کے کارکنوں کے علاوہ ویلفیر سوسائٹی کے جنرل

سکریٹری محمد نسیم رحمان اور ناظم اجلاس وزیر علی بھی شریک تھے ۔ اجلاس کی صدارت اکبر جاوید لبدالی نے کی۔ این وائی ایف کے جنرل سکریٹری ہادی علی تمنا نے ایک قرارداد پیش کی جس آل ناردرن ایریا این وائی ایف کے قیام کی سفارش کی گئی۔ اکبر جاوید لبدالی نے اپنے تقریر میں این وائی ایف کو فعال بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔

ہادی علی تمنا جنرل سکریٹری

تعزیتی اجلاس :

مرکزی نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن شیگر کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں حاجی گلاب خان کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے حق میں فاتحہ خوانی کی گئی۔ شرکاء میں سید نواز حسین صاحب، علامہ علی محمد ہادی صاحب، اسحاق شہبازی صاحب، علی خان ظفر صاحب، اکبر جاوید لبدالی صاحب اور دیگر علما اور زعماء شامل تھے۔

سکریٹری نشرواشاعت

سرمیک میں جلسہ :

حسب سابق امسال بھی ۱۳ رجب بمطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان سرمیک کے زیر اہتمام آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام اور علی ثانی امیر کبیر علیہ الرحمہ کے یوم ولادت کے سلسلے میں مرکزی مسجد شاہ ہمدان گرونسکل سرمیک میں ایک عظیم الشان روحانی اجتماع ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی جناب حاجی محمد حسن نوری صاحب اور صدر سرمیک الحاج سید محمد صاحب تھے۔ جلسے کے مقررین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا محمد یحیٰ صاحب (تلاوت کلام پاک)
اجمل علی معلم (نعت سرور کونینؐ)
سید حسن صاحب (تعلیمات علیؑ اور ہمارا معاشرہ)
مولانا محمد علی عارف (ہم نوربخشی کیوں ہیں؟)
الحاج صوفی غلام محمد صاحب
مولانا مراد علی نوری صاحب (سیرت وکرامات شاہ ہمدانؒ)
الحاج محمد حسن نوری صاحب (ہم نوربخشی ہیں اور نوربخشی رہیں گے۔)

آخر میں صدرِ محفل سید محمد صاحب نے نوجوانوں کی خدمات کو سراہا اور خصوصی دعا فرمائی۔

شجاعت حسین پریس سکریٹری

نثار حسین کا دورہ :

تنظیم سلترو سیاچن کراچی یونٹ کے فنانس سکریٹری نثار حسین نے اہل سلترو کی کاوشوں سے کراچی میں خریدے جانے والے مسافر خانے کے لیے چندہ کے سلسلے میں علاقے کے سرکردگان اور معززین سے ملاقات کی اور کراچی یونٹ کی کوششوں سے آگاہ کرتے ہوئے سلترو کے غیور عوام سے مسافر خانے کے لیے چندے کی خصوصی اپیل کی اور چندہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا۔

جشنِ مولودِ کعبہؑ و امیرِ کبیرؒ :

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو کے زیر اہتمام خانقاہِ معلیٰ کورو میں یوم ولادت باسعادت حضرت علیؑ اور علی ثانی حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے سلسلے میں ایک روح پرور تقریب ہوئی جس کی صدارت الحاج سید سعادت جان صاحب نے کی اور مولانا محمد اشتیاق صاحب مہمان خصوصی ٹھہرے۔ تعمیر ملت کمیونٹی پبلک سکول کے طالب علموں محمد

یوسف، محمد اسماعیل، محمد ناصر، اور غلام رسول نے نعت اور تقاریر پیش کیں۔ جب کہ استاد مولانا محمد ابراہیم صاحب نے حضرت علیؑ اور امیر کبیر کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ مولانا غلام مہدی، مولانا غلام محمد سالک، سکندر علی بلقتی، مولانا غلام نبی، سید محمد علی، مہمان خصوصی مولانا محمد اشتیاق صاحب، اور صدر جلسہ سید سعادت جان صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی حیات و تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر انجمن محمد ابراہیم صاحب نے این وائی ایف کی نو منتخب کابینہ سے حلف لیا۔

فدا حسین لقدوم سکریٹری نشر و اشاعت

پروفیسر غلام رسول جان کا دورہ بلتستان :

کشمیر یونیورسٹی سری نگر کے سنٹرل ایشین سٹڈیز ڈپارٹمنٹ کے پروفیسر غلام رسول جان مختصر دورے پر بلتستان آئے تھے۔ سکردو میں انہوں مشہور نوربخشی مدبر صوفی غلام محمد صاحب اور مشہور شاعر احسان علی دانش سے ملاقات کی۔ ۱۲ اکتوبر کو وہ خپلو پہنچے اور غلام حسن حسنو کی برات لائبریری کا دورہ کیا۔ ڈاکٹر جان کشمیر یونیورسٹی سری نگر کی طرف سے بلتستان بھیجے گئے تھے تاکہ وہ غلام حسن حسنو سے ملاقات کر کے مسلک نوربخشیہ کی سماجی، ثقافتی، تمدنی اور ادبی تاریخ کا مطالعہ کریں اور مشہور نوربخشی کتاب تحفۃ الاحباب کا بلتستان کا نسخہ حاصل کریں۔ ۳ اکتوبر کو ڈاکٹر صاحب نے غلام حسن حسنو کی قیادت میں جامع مسجد چقچن اور خانقاہ نوربخشیہ خپلو بالا کی زیارت کی اور ان عظیم الشان عمارتوں کی شوکت و سطوت سے متاثر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے واپسی پر سکردو میں مدرسہ شاہ ہمدان کا دورہ کیا اور مدرسہ کی لائبریری میں بزرگان نوربخشیہ کی تصانیف کی بڑی تعداد دیکھ کر متاثر ہوئے۔ مدرسہ کے پرنسپل علامہ علی محمد ہادی صاحب نے کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔

سری نگر یونیورسٹی میں سلسلہ نوربخشیہ پر بہت سا تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر جان صاحب فارسی ادب میں سلسلہ نوربخشیہ کا حصہ کے موضوع پر کام کر رہے ہیں جبکہ سنٹرل ایشین سٹڈیز کے ڈائریکٹر عبدالمجید مٹو میر شمس الدین عراقی کے حالات زندگی پر دو ضخیم جلدیں تیار کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی نے تحفۃ الاحباب کا تحقیقی متن شائع کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے جس کے تحت تین نسخہ جات حاصل کیے گئے جن میں نسخہ بڈگام (کشمیر) نسخہ اسلام آباد اور نسخہ بلتستان شامل ہیں۔ بلتستان کا نسخہ مکمل جبکہ باقی دو نسخے نامکمل ہیں۔

پروفیسر غلام رسول جان کو بریفنگ دیتے ہوئے غلام حسن حسنو نے بتایا کہ بلتستان میں نوربخشی معاشرہ حقیقی معنوں میں منفرد اسلامی معاشرہ ہے جو ہر قسم کے جرائم سے پاک ہے۔ مزید براں موجودہ نوربخشی علماء اور زعماء کی کوششوں سے نوربخشی معاشرہ روزبروز بہتر ہو رہا ہے۔...... (غلام حسن حسنو)

ضروری اعلان :

ادارہ نوائے صوفیہ نے اب تک قارئین کی سہولت کے لیے رسالے کی امدادی قیمت مقرر رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اب ادارہ کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے جس کے باعث رسالے کی قیمت میں معمولی اضافہ ناگزیر ہو چکا ہے۔ رسالے کے نئے ریٹ درج ذیل مقرر ہوئے ہیں۔

۱۔ قیمت فی شمارہ = ۱۵ روپے
۲۔ سالانہ چندہ = ۱۵۰ روپے
۳۔ خلیجی ممالک کے لیے = ۸۰۰ روپے سالانہ
۴۔ یورپ / امریکہ کے لیے = ۲۰ ڈالر سالانہ

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

ماہ اگست کا شمارہ اور آپ کا خط ملا تو بے قرار دل کو سکون حاصل ہوا۔ آپ کی جانب سے ارسال کردہ تین عدد کیسٹ گزشتہ سال موصول ہوئے تھے۔

جناب مولانا شکور علی انور کا ہدیہ آئینہ اسلامی موصول ہوا۔ "آپ کے مسائل اور ان کا حل "کو کتابی شکل دے گئی ہے لیکن انجمن کی کمزور مالی حالت کے باعث ابھی تک شائع نہیں ہو سکی ہے کیونکہ ہم اس سے پہلے دعوات صوفیہ کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔

ماسٹر حشمت اللہ سکریٹری نشرواشاعت
انجمن صوفیہ نوربخشیہ ضلع کرگل

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۵۹ اور ۶۰ نظروں سے گزرا۔ بندہ ناچیز نے جو مقالہ آپ کو پیش کیا تھا وہ دونوں شماروں میں چھپا تھا۔ تاہم عبارتوں کی تصحیح یا تلخیص کے علاوہ اصطلاحات کی تبدیلی کا بھی رجحان دیکھنے میں آیا ہے جو انتہائی خلل اور ندامت ہو سکتا ہے مثلاً آپ لوگوں نے منابع فقہی میں لفظ عقل کے ساتھ "قیاس" کا اضافہ کیا تھا۔ اگر چہ قیاس منطقی لحاظ سے عقل کے مساوی ہے لیکن چونکہ یہ لفظ اساس قرآنی نہیں رکھتا اس لیے میں نے مقالے میں جان بوجھ کر اسے استعمال نہیں کیا تھا اور اس کی جگہ "عقل" کی اصطلاح کو روا رکھا تھا۔ ثانیاً شمارہ نمبر ۶۰ میں سنت کی تفصیل میں میرے مقالے میں سے چھ صفحات پر مشتمل بنیں بحث کے عنوان کو حذف کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ کم از کم اس کا خلاصہ دیا جا سکتا تھا۔ ان چھ صفحات کا خلاصہ دوبارہ دیں تو عین نوازش ہوگی۔

محمد محسن اشراقی

(جواب۔ محترم و مکرم جناب اشراقی صاحب۔ آپ کی قیمتی رائے کا نہایت شکریہ۔ آپ نے اپنے شائع شدہ مضامین میں کچھ تشنگی کی شکایت کی ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ مواد سیاق و سباق سے عدم مطابقت کے باعث ادارتی کارروائی کی زد میں آیا ہو۔ تاہم آپ کی خواہش کے مطابق انہیں الگ حیثیت میں شائع کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ 'مذہب صوفیہ نوربخشیہ میں احکام و فرامین چہاردہ معصومین کی اہمیت' کے موضوع پر ایک مستقل مضمون نوربخشی کتب سے حوالوں کے ساتھ ارسال فرمائیں تاکہ قارئین کے لیے باعث ہدایت ہو۔ عقل اور قیاس کے ضمن میں آپ کی توضیح قارئین تک پہنچ گئی ہے۔ (مدیر)

آپ کی جانب سے ارسال کردہ 'شاہین سکالرشپ' موصول ہوا ہے جس کے لیے بہت شکر گزار ہوں۔ سکالرشپ کا یہ سلسلہ طالب علموں کے لیے بہت حوصلہ افزا ہے۔

شاہد علی و ممتاز علی طالبعلم تھگس

نوائے صوفیہ واقعی نوائے صوفیہ ہے جس نے دین حق

ی صحیح معنوں میں نشاندہی کی ہے۔ نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کے لیے اذان سحر کی مانند ہے۔

حبیب اللہ صائم مدرسہ شاہ ہمدان

نوائے صوفیہ سے مذہبی شعور اور روحانی سکون میسر ہوا ہے۔ خصوصاً بیرون ملک مقیم نوربخشیوں کے خطوط اور خبریں پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔

حامد حسین سرموی

اعلیٰ حضرت فقیر محمد ابراہیم صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات پر ۸۔ این ایل آئی کے جے سی او، این سی او اور جوانوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور مرحومہ کو ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی بھی کی ہے۔

صوبیدار محمد شریف قاسمی

بندہ ناچیز کو مولانا محمد رضا سریکی کی وساطت سے نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار بننے کا شرف حاصل ہوا۔ نوائے صوفیہ جو کبھی ہلال کی مانند لوگوں کی نظروں سے گزرا تھا اب چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ گر ہے اور ہر فرد نوربخشی اس سے اکتساب نور کر رہا ہے۔

نثار حسین مجروح آزاد کشمیر

نوائے صوفیہ کا چندہ ارسال نہ کرنے کے باعث مجھے رسالے کی ترسیل منقطع ہو چکی ہے جو میری مخدوش مالی حالت کے باعث ہوا۔ مہربانی فرما کر مجھے نوائے صوفیہ کی ترسیل دوبارہ شروع کریں۔ تاکہ نوربخشی عوام تک اس رسالے کی معلومات برابر پہنچاتا رہوں۔

صوفی روزی علی کندوس بخت

روز اول سے نوائے صوفیہ کا قاری ہوں نوائے صوفیہ کی وساطت سے نوربخشی دنیا کے بارے میں ہمیں مکمل آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

غلام مہدی سالک تھلے چنڈو

امید کرتا ہوں کہ نوائے صوفیہ کے تمام کارکن خیریت ہوں گے۔ مارچ میں ایک خط نوائے صوفیہ کو تحریر کیا تھا لیکن شائع نہیں ہوا۔ نیز میرے اس سوال کا جواب بھی شائع نہیں ہوا کہ میر سید علی ہمدانی ؒ نے بلتستان میں تبلیغ دین کا کام کب اور کہاں سے شروع کیا تھا؟

صوبیدار محمد خان

(جواب: اپنے سوال کے جواب کے لیے آپ مولانا غلام حسن نوربخشی سہروردی کی کتاب 'تاریخ بلتستان' اور نوائے صوفیہ کے گزشتہ اور موجودہ شمارے کا مطالعہ کریں۔)

تمام قارئین نوائے صوفیہ کو بہت بہت سلام۔ علاقہ چھوربٹ سے مزید نئے خریداروں کی فہرست اور مبلغ ۲۰۱۶ روپے ارسال کر رہا ہوں۔ نئے خریداروں کو رسالہ کی ترسیل شروع کریں۔

غلام محمد کوثر خپلو

خوش قسمتی سے نوائے صوفیہ باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ شمارہ نمبر ۵۹ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ کوروی صاحب کے

میر سید محمد نوربخشؒ کون تھے؟ ان کا علمی اور روحانی مقام کیا تھا؟

نوربخشیہ ایک سلسلۂ تصوف ہے یا فقہی مسلک؟

مذہبِ صوفیہ ابتدائے اسلام سے رائج تھا یا بعد کی پیداوار ہے؟

ایران، کشمیر اور بلتستان میں نوربخشیہ کی تاریخ کیا ہے؟

صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد و اعمال کا خلاصہ کیا ہے؟

نوربخشی طریقِ سلوک میں سالک کو کیا کیا احوال و مقامات پیش آتے ہیں؟

میر سید محمد نوربخشؒ کی تصانیف دنیا کے کن کن ملکوں میں دستیاب ہیں؟

تحریکِ نوربخشیہ کو اتحاد بین المسلمین کا علمبردار کیوں کہا جاتا ہے؟

ان تمام سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے لئے عنقریب پیش کیا جا رہا ہے:

بانئ نوائے صوفیہ **ڈاکٹر غازی محمد نعیم** کا قارئین نوائے صوفیہ کے لیے بیش بہا تحفہ

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

اس ضخیم کتاب میں جو طویل تحقیق کا نتیجہ ہے اور دنیا بھر میں غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کی حیات و تعلیمات پر دستیاب مواد کے مطالعے کے بعد لکھی گئی ہے آپ پڑھیں گے:

۱۔ میر سید محمد نوربخشؒ کے سوانح حیات

۲۔ میر سید محمد نوربخشؒ کی اولاد اور خلفاء کا حال

۳۔ ایران کشمیر اور بلتستان میں مسلکِ نوربخشیہ کی مکمل تاریخ

۴۔ نوربخشی طریقِ سلوک میں پیش آنے والے احوال و مقامات کی مکمل تشریح

۵۔ میر سید محمد نوربخشؒ کی تصانیف کا بھرپور تنقیدی جائزہ اور بلتستان، انگلستان، ایران، عرب اور ترکستان میں موجود تمام نسخہ جات کی فہرست

۶۔ میر محمد نوربخشؒ کے اعتقادی و فقہی دبستان اور سلسلۃ الذہب کا تفصیلی تعارف

انتظار کیجئے اس کے علاوہ بہت کچھ **انتظار کیجئے**